REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد ۳۳ شمارہ ۴۰

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور
نائب:- جاوید اقبال اختر

شرحِ چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN — 143516

۸ محرم ۱۴۰۵ ہجری | ۴ اخاء ۱۳۶۳ ہش | ۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۰ تبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران لندن سے بذریعہ ڈاک موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

"حضور پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور رات دن نہایت دینیہ کے سر کرنے میں معروف ہیں۔ الحمد للہ ——— احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

● — حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں روزنامہ الفضل مجریہ ۱۸ ۹/۸۴ میں درج اطلاع کے مطابق "متلی اور ضعف کی وجہ سے آپ کی طبیعت ناساز ہے"۔ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

● — مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ درویشان کرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

امنِ عالم کے لئے جناب پوپ جان پال دوئم کو اشتراکِ عمل کی دعوت

اور

انگریزی ترجمۃ القرآن کے ساتھ اسلامی لٹریچر کی پیشکش

مکرم منیر الدین صاحب شمس امیر و مشنری انچارج کینیڈا اپنے مکتوب محررہ ۱۳/۹/۸۴ کے ذریعہ اطلاع دیتے ہیں کہ ماہِ رواں کے دوران جناب پوپ جان پال دوئم نے کینیڈا کا دورہ کیا۔ ڈاونزویو ایئرپورٹ پر آپ کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ میں منتظمین کی طرف سے خاکسار کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ازاں بعد خاکسار کی سرکردگی میں جماعت کے ایک دس رکنی وفد نے جناب موصوف سے سینٹ پال چرچ میں بھی ملاقات کی۔ اور انہیں امنِ عالم کے قیام کے سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ کے ساتھ اشتراکِ عمل کی پُرخلوص دعوت دیتے ہوئے اُن کی خدمت میں قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ و تفسیری نوٹس، اسلامی اصول کی فلاسفی۔ تذکرہ۔ "احمدیت" از محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ———

MOHAMMAD THE EXCELLENT

SPRITUAL —اور— EXAMPLE

REDISCOVERY OF AUSTRALIA.

وغیرہ کتب تحفۃً پیش کی گئیں۔

(محترم امیر و مشنری انچارج صاحب کینیڈا کی طرف سے جناب پوپ جان پال دوئم کے نام اشتراکِ عمل کی پُرخلوص دعوت پر مشتمل لکھے گئے انگریزی مکتوب کا ترجمہ محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز کے مخلصانہ تعاون سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— (ادارہ):-

۱۳ ستمبر ۱۹۸۴ء

عزت مآب پوپ جان پال دوئم

سینٹ پال چرچ، بلو اسٹریٹ ایسٹ
ٹورانٹو!

جنابِ عالی!

میں اسلام کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کے ناطے جماعتِ احمدیہ کینیڈا کی طرف سے آپ کا دلی خوش آمدید کرتے ہوئے آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔

آپ نے مورخہ دس ستمبر ۸۴ء کو کیوبک شہر میں تشریف لانے پر عیسائی چرچ کی طرف سے بذریعہ تبادلہ خیال اور افہام و تفہیم مسائل کو سلجھانے کی جو دعوت دی ہے یہ اُسی دعوت کی بازگشت ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل، اسلام کی طرف سے دی گئی تھی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

(ترجمہ) تو کہہ (کہ) اے اہلِ کتاب! (کم سے کم) ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ (اور وہ یہ ہے) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

(آلِ عمران: ۶۵)

قرآنِ حکیم مزید فرماتا ہے:-

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

———(باقی دیکھئے صفحہ ۸ پر)———

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس روحانی اجتماع میں شرکت فرما سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

منقولات

"پاکستان میں احمدیوں کے خلاف خانہ جنگی میں عیسائی مشنز کا ہاتھ"

بمبئی سے شائع ہونے والے اخبارات کا فکر انگیز تبصرہ

مُرسلہ مکرم مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ انچارج مہاراشٹر

(۱)

"آج سے دس سال قبل دہلی کے ہفت روزہ اخبار "نئی دُنیا" نے مندرجہ ذیل انکشاف کیا:-

"چونکہ قادیانی (یا بقولِ خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور مشنری ان کے مقابلہ میں عاجز آ چکے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان کا بہت ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مُسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقہ کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رہے۔ عیسائی مشنری اپنے سرمائے کے زور سے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اور مُسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ اُن کے نیچے سازش کی بارود بچھانے والا کون ہے۔ ہمارا غالب گمان ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں عیسائیوں کی بڑی گہری سازش کام کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ کی رابطہ عالم اسلامی بھی ان کی سازشوں کی بو باس پہنچ گئی ہو۔ اور مرکزِ اسلام کو اس فتنے کے لئے آلۂ کار بنایا ہو۔ اور مُسلم زعماء اس کا ادراک نہ کر سکے ہوں۔" (نئی دُنیا ۲۶ جون ۱۹۷۴ء)

مورخہ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو پاکستان کے صدر ضیاء الحق نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف جو آرڈی نینس جاری کیا اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:-

- احمدی خود کو مُسلمان نہیں کہلا سکیں گے۔
- اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکیں گے۔
- اپنی مساجد کو مسجد نہ کہہ سکیں گے۔
- اپنی مساجد میں اذان نہ دے سکیں گے۔
- یہ جرائم ناقابلِ ضمانت ہیں۔ خلاف ورزی پر تین سال قید کی سزا۔ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔ اس آرڈی نینس کے تحت تعزیراتِ پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ بی اور ۲۹۸ سی کا اضافہ کیا گیا۔ نیز ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی نینس کی دفعہ ۲۴ میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے۔ جس کے تحت حکومت ہر ایسے مواد پر پابندی لگا سکتی ہے اس کا مواخذہ کر سکتی ہے یا اُسے ضبط کر سکتی ہے جو دفعہ ۲۹۸ بی اور سی کی زد میں آتے ہوں۔
- چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ کسی مسلم سربراہ نے کسی کو اذان دینے اور مسجد کو مسجد کہنے سے روکا ہو۔ جو ضیاء الحق نے یہ پہلی مثال قائم کی ہے۔
- سکھوں نے اپنے دورِ حکومت میں مُسلمانوں کو اذان دینے سے روکا تھا۔ آج پنجاب کے سکھ اخبار لکھ رہے ہیں کہ تم تو سکھوں کو الزام دیتے تھے۔ یہاں کا مسلم سربراہ دوسرے فرقہ کی اذان بند کر رہا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ جماعتِ احمدیہ یورپ یا افریقہ میں جب کوئی تبلیغ کا اہم کام سرانجام دے رہی ہوتی ہے تو پاکستان میں عیسائی دُنیا خود مسلمانوں کے ہاتھوں جماعتِ احمدیہ کے خلاف کوئی ہنگامہ کروا دیتی ہے۔ آج کل جب کہ جماعت آسٹریلیا میں مسجد بنانے اور مقامی زبان میں تراجم کرنے میں معروف ہے یہ فتنہ کھڑا کیا گیا ہے۔

اس آرڈی نینس کے اجراء کے بعد سے اب تک پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف "قتل و غارت" کا بازار گرم ہے۔ جماعت کے افراد کو جیلوں میں بھرا جا رہا ہے۔ جھوٹے مقدمات بنائے جا رہے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ تراجم قرآن اُردو اور انگریزی کو ضبط کر لیا گیا ہے۔ اور ان کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

اِن تمام باتوں کو دیکھ کر غیر مُسلم پریس مذاق اُڑا رہا ہے کہ ایک وہ سربراہ جو "اسلام" اور "اسلامی نظام" کے نفاذ کی بات کرتا ہے وہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف کیا کر رہا ہے۔

اذان سے روکنے کا مطلب یہ ہے کہ احمدی "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں)۔ احمدی یہ کہیں کہ اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں — اور احمدی "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه" (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں) یہ نہ کہیں بلکہ نعوذ باللہ یہ کہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول نہیں — یہ بھی مطلب ہوا۔ اللہ، رب العالمین نہیں بلکہ اس کا نام لینے کا حق صرف ضیاء الحق اور اُن کے ساتھیوں کو ہے۔ وہ صرف رب المسلمین ہوا۔ اِسی طرح حضرت محمد مصطفیٰؐ رحمت العالمین نہیں (نعوذ باللہ) — بلکہ وہ رحمۃ المسلمین ہیں کیونکہ کسی دوسرے کو پاکستانی حکومت ان کا نام لینے کی اجازت نہیں دیتی۔" (روزنامہ جدید اُردو رپورٹر بمبئی ۱۹؍ستمبر ۱۹۸۴ء صفحہ ۴)

(۲)

"آج جماعتِ احمدیہ کے متعلق چند حقائق افادہ قارئین کے لئے تحریر ہیں۔ جماعت احمدیہ کے متعلق حقائق پیش کرنا اِس لئے بھی زیادہ ضروری ہے کہ ابھی حال ہی میں ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو پاکستان کے فوجی صدر ضیاء الحق نے اس فرقے کے خلاف ایک آرڈی نینس جاری کیا ہے۔ جس کے ذریعہ اس فرقے کو اذان دینے، اپنی مساجد کو مسجد کہنے، تبلیغ و اشاعت کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے ان پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے تین سال قید بامشقت کی سزا بھی متعین کی گئی ہے۔ ایک بات جو اس حکم نامہ میں بڑی ہی ظالمانہ نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اذان پر پابندی۔ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں کسی بھی اذان دینے والے کو مُسلم حکمرانوں نے قانون اور طاقت کے بل بوتے پر نہیں روکا۔ یہ اسلامی تاریخ میں پہلی مثال ہے۔ البتہ تاریخ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض غیر مُسلم حکمران نے مسلمانوں کو اذان دینے سے روکا۔ مُسلمان آج تک سکھوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے کسی وقت مُسلمانوں کو اذان دینے سے روکا تھا۔ آج بدقسمتی سے ایک مسلم حکمران ہی ایک مسلم کہلانے والے فرقے کو اذان دینے سے روک رہا ہے۔ کتنی حیرت، افسوس و تعجب کی بات ہے۔

اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ احمدی فرقہ غیر مُسلم ہے تو کیا مُسلمانوں کا یہ حق بنتا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم اذان یعنی توحید و رسالت کو بآوازِ بلند ظاہر کرے تو مُسلمان اسے روک دیں۔ کیا اللہ تعالیٰ صرف مُسلمانوں کا رب ہے وہ رب العالمین نہیں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ صرف مسلمانوں کے لئے ہیں اور وہ رحمۃ للعالمین نہیں۔ اور اگر کوئی غیر مُسلم ان کا نام لے تو وہ قید کا مستحق ہے؟"

(ہفت روزہ رومار ریویو بمبئی جلد ۱ شمارہ ۱۵ صفحہ ۱)

(۳)

"(اگر) بھارت کو خالص ہندو ملک قرار دیدے

(باقی دیکھئے صفحہ ۸ پر)

جنرل ضیاء الحق سے خطاب

بشارت ہو کہ پھر سے ہونے والا ہے عمرؓ پیدا

دُعا جو دل سے نکلے کرتی ہے رنگِ سحر پیدا
کہ مظلوموں کی آہ سے جلد ہوتا ہے اثر پیدا

غذائے رُوح سے محروم کرنا تیرا مقصد ہے
حرارت کر رہی ہے تیز تر خونِ جگر پیدا

تری تدبیر ناقص ہے تو خود پتلا ہے نسیاں کا
مشیت خود ہی کر دیتی ہے اندازِ دگر پیدا

نمازیں اور اذانیں لازم و ملزوم ہیں بیشک
تری تحدید کرے نہ کہیں رنگِ کفر پیدا

ترا دل مطمئن ہے اپنے اندازِ تغافل پر
مری فطرت نے پھر سے کر دیا ذوقِ فکر پیدا

نمازیں چھپ کے پڑھنے پر اگر مجبور ہیں تو کیا
بشارت ہے کہ پھر سے ہونے والا ہے عمرؓ پیدا

شبِ تاریک مٹ جائے گی یہ وعدہ ہے اللہ کا
اور اس کے بعد ہو گا مستقل نُورِ سحر پیدا

★ سید امتیاز احمد شاہ۔ لندن۔

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ ظہور ۱۳۶۳ ہش (اگست ۱۹۸۴ء) بمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ کیسٹ کی مدد سے احاطۂ تحریر میں لاکر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی درج ذیل آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی :-

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ○

(النساء : ۵۹)

اور پھر فرمایا :-

پاکستان سے بعض دوست جو یہاں تشریف لائے اور مجھ سے ملاقات کا بھی ان کو موقعہ ملا اور مجھے اُن سے ملاقات کا موقعہ ملا، ان کی بعض باتوں سے مجھ پر یہ تاثر ہے کہ پاکستان کے بعض احمدی اس بارے میں تشنگی محسوس کرتے ہیں کہ

شرعی عدالت کی شرعی حیثیت

کیا ہے ؟ اور اُن کی یہ خواہش ہے کہ اس موضوع پر میں نسبتاً تفصیل سے روشنی ڈالوں۔ کہ قرآن اور سُنت کی رُو سے شرعی عدالتوں کے قیام کا کس حد تک جواز ہے۔ کس کو یہ حق ہے، ان کے فیصلے کی شرعی نوعیت کیا ہوگی۔ اور جو ایسی عدالت بن جائیں اُن پر پھر شرعی ذمہ داری کیا عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب میں نے قرآن کریم پر غور کیا تو مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ شرعی عدالت کے قیام کے نظام کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں۔ ایک ہی شرعی عدالت کا ذکر ملتا ہے جو اللہ کا رسول ہے یعنی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو اس قانون کے تابع ہے جس کو شریعت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کبھی اختلاف کی صورت ہو ہدایت یہ ملتی ہے :-

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

(نساء : ۶۰)

نہ کسی عدالت کا ذکر، نہ کسی حاکم یا آمر کا ذکر۔ فرمایا جب بھی تمہارا اختلاف ہو ایک ہی شریعت ہے اور ایک ہی عادل ہے اس شریعت کا۔ تو اللہ یعنی قرآن کی طرف رجوع کرو۔ اور شریعت کے فیصلوں پر خدا نے جسے مقرر فرمایا ہے اس کی طرف رجوع کرو۔ اس کے علاوہ تنزل کے طور پر اگر دوسرے درجے پر اتر کر دیکھیں تو پھر

خلیفۂ وقت کی حیثیت

بنتی ہے شرعی عدالت کا فیصلہ کرنے کی۔ یعنی وہ بھی خلافت کے رنگ میں شرعی عدالت کہلا سکتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کی یہ ساری شرعی عدالتیں ماضی میں رہ گئی ہوں۔ اُن کے لئے کیا صورت ہے ؟ نہ کوئی ایک خلیفہ ہو جس کی وہ متابعت کرنے کے پابند ہوں نہ کوئی اتحاد ہو عالم میں، بے انتہا اختلافوں کی اُمت شکار ہو چکی ہو۔ تو کیا قرآن کریم اس صورتِ حال پر بھی روشنی ڈالتا ہے ؟ اور کوئی طریق کار بیان فرماتا ہے جس سے عدالتیں شرعی عدالتیں کہلا سکیں ؟ تو یہ ایک ایسی عظیم کتاب ہے کہ اس صورتِ حال کا بھی ذکر فرماتی ہے۔ لیکن عدالت کے قیام کا حق کسی کو نہیں دیتی۔ ہر عدالت کو ایک لائحہ عمل دیتی ہے۔ ایک نصیحت کرتی ہے کہ اگر تم اس طریق کار کے مطابق کام کروگے تو تمہاری حیثیت شرعی عدالت کی حیثیت ہو جائے گی۔ اور وہ یہ قانون ہے :-

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۔

(مائدہ : ۹)

کہ اے دُنیا کی تمام عدالتو ! اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی نمائندگی تمہیں بھی نصیب ہو جائے تو قطع نظر اس کے کہ تمہیں کس نے مقرر کیا، کیا تمہاری حیثیت ہے اپنے ملک میں یا بین الاقوامی حیثیت کے لحاظ سے، ایک بات کے پابند ہو جاؤ۔ اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ۔ عدل سے کام لو۔ اور

اگر تم عدل سے کام لوگے

تو خدا کی نظر میں تمہارا یہ فیصلہ درست اور شرعی فیصلہ ہوگا۔ اور اگر عدل سے گر جاؤ گے تو قطع نظر اس کے کہ تمہیں کس نے مقرر کیا ہے، کسی اسلامی حکومت نے مقرر کیا ہے یا عیسائی حکومت نے مقرر کیا ہے، بہر حال جو بھی تمہارا فیصلہ ہوگا اُس کو شریعتِ محمدیہ سے کوئی نسبت نہیں ہوگی۔

دوسری جگہ جہاں تنازع کا ذکر فرمایا وہاں بھی عدالت تو مقرر نہ فرمائی لیکن یہ ضرور طریق سمجھا دیا کہ جب بھی تمہارا اختلاف ہوا کرے اُس وقت تم نے آمر کی بات نہیں ماننی۔ بلکہ قرآن اور سُنت کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اس کے سوا کسی شرعی عدالت کے طریق کار کا کوئی ذکر قرآن کریم میں نہیں ملتا۔ لیکن جہاں تک

بعد کے علماء کے من گھڑت قصے

ہیں، اُن پر بنا رکی جاتی رہی۔ وہ جو بعد کے سلاطین کے زمانے میں پیدا ہونے والے علماء تھے۔ جنہوں نے سلاطینِ وقت کو خوش کرنے کے لئے شریعت کے ساتھ بھی کھیل کھیلنے میں کوئی حرج نہ سمجھا۔ انہوں نے سلاطین کو بعض حقوق دیئے۔ اور قطع نظر اس کے کہ قرآن کسی سُلطان کو وہ حکم دیتا ہے کہ نہیں، اُسے انہوں نے تسلیم کیا چنانچہ

موجودہ شرعی عدالت

یعنی SO CALLED مزعومہ طور پر جسے شرعی عدالت کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی بھی یہی حیثیت ہے۔ تمام بحث کے دوران احمدیت کے مخالف علماء سلاطین کے حقوق کا ذکر کرتے رہے۔ نہ قرآن کا ذکر، نہ رسولؐ کا ذکر۔ بلکہ سلاطین کو یہ حق ہے، جو مسلمان سُلطان ہو اُس کو یہ حق ہے کہ یہ کرے، اُس کو یہ حق ہے کہ وہ کرے۔ اور اس حق کی بحث میں یہ بتاتے رہے کہ فلاں فقیہہ نے یہ کہا ہے کہ حق ہے، فلاں عالم نے یہ کہا ہے کہ یہ حق ہے۔ قرآن نے کہاں سُلطان کا حق مقرر فرمایا ہے۔ اور کس تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے اس کا کوئی ذکر نہیں۔ چنانچہ اگر

سلاطین کی بحث

خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے

(شہادت القرآن)

پیشکش : گلوب ربر مینوفیکچررس ۷۳ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون : 27-0441

گرام : "GLOBEXPORT"

کو لیجئے تو اس پر مزید غور کرتے ہیں کہ شرعی عدالت پھر کیسے بنے گی ؟ جب تک سلطان نہ پہلے بن جائے جس کو شریعت حق دے سلطانی کا۔ اس کے شرعی عدالت بننے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ اگر سلطان کو کوئی شرعی عدالت بنانے کا حق بھی ہو تو اول تو وہ قرآن کریم کی اس واضح ہدایت کے تابع رہے گا حق ،

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا

عام حالات تو کیا ، اگر کسی قوم سے دشمنی بھی ہو تو کوئی عدالت بھی اگر عدل سے عاری رہے گی ، گر جائے گی عدل کے مقام سے ۔ تو قرآن کی رُو سے وہ شرعی عدالت نہیں رہے گی ۔ مگر اس سے قطع نظر ہم فی الحال سلطان کی طرف چلتے ہیں کہ سلطان ہے کیا چیز ؟

قرآن کریم کس کو سُلطان کہتا ہے ؟

اور جس کو سُلطان کہتا ہے کیا اس کو شریعت کی نمائندگی کا بھی حق دیتا ہے ؟ یہ کہا جا سکتا ہے ، کہ اگر مسلمانوں کی اکثریت ہو تو اُن کا سُلطان شرعی نمائندہ کہلا سکتا ہے ؟ غالباً یہی موقف تھا جو وہ لیتے رہے ۔ لیکن وہ کس قسم کا سُلطان ہو ؟ کیا موروثی سلطان کو قرآن کریم شرعی حق دیتا ہے سُلطانی کا ؟ یا ایسے انقلاب کے ذریعہ آنے والے سُلطان کو حق دیتا ہے جو عوامی انقلاب ہو ؟ یا فوجی جینٹو (JUNTO) کے ذریعہ آنے والے آمر کو قرآن کریم سُلطانی کا حق دیتا ہے ؟ یہ تین بنیادی سوال ہیں ۔ جب تک یہ طے نہ ہو جائیں ، کیسے پتہ چلے گا کہ کوئی سُلطان شریعت کے لحاظ سے حکومت کا حق بھی رکھتا ہے کہ نہیں رکھتا ۔ اس لئے ان تین پہلوؤں پر کوئی بحث میرے علم میں نہیں آئی ۔ حالانکہ یہ بنیادی باتیں تھیں ۔ جب تک پہلے کسی کی سُلطانی کا حق مُسلّم نہ ہو جائے اس کے بغیر اگلے حقوق اُس کو کس طرح مل سکتے ہیں ؟ اور پھر

شریعت سے کھیلنے کا حق ؟

یہ سب سے بُنیادی چیز ہے ۔ یہ فیصلہ ہونا چاہیئے تھا کہ قرآن اور رسُول ؐ کے فرمودات کے مطابق یہ کس طرح سُلطان بنا کرتے ہیں ؟ اسلام انتظار کیا کرتا ہے فوجی انقلاب کا ۔ جب کسی مُلک میں فوجی انقلاب آجائے تو قطع نظر اس کے کہ سارا مُلک اُس سے بیزار ہے یا نہیں بیزار ، اُس کے حق میں ہے یا مخالف ہے ، شریعتِ اسلامیہ فوراً اپنے تمام حقوق اس کو تفویض فرما دیتی ہے اور کہتی ہے جاؤ اب سلطانی کے مزے لُوٹو اور شریعت کے نام پر جو چاہو فیصلے کرو ۔ قرآن تمہارے پیچھے ہے ۔ اور رسُول ؐ تمہارے پیچھے ہے ۔ یہ فیصلہ اگر ہے تو پھر دینا چاہیئے تھا ۔ کیونکہ اس کے بغیر تو اگلا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا ۔ لیکن یہ خاموش فیصلہ ہے جو عملاً دے دیا گیا ہے ۔

سب سے بڑا ظُلم جو اسلام کے نام پر ہُوا

یہی ہُوا ہے کہ جب اگلا قدم اُٹھا لیا گیا تو یہ تسلیم شدہ فیصلہ ہے اس کے اندر کہ شرعی عدالت کے نزدیک یعنی جو پاکستان کی شرعی عدالت ہے ، ہر وہ فوجی جو فوجی طاقت کے ذریعے مُلک میں انقلاب برپا کرے اُس کو اسلام سُلطانی کے حقوق دیتا ہے ۔ قطع نظر اس کے کہ جمہور اُس کو تسلیم کریں یا نہ کریں ۔ اور پھر قرآن اور سُنّت کی نمائندگی کا حق دیتا ہے ۔ قرآن اور سُنّت کے نام پر جو چاہے آرڈی نینس جاری کرے ۔ جو چاہے شریعت میں مداخلت کرے ، اُس کی بات مانی جائے گی ۔ اور جس عدالت کو وہ شرعی عدالت قرار دے دے اُس عدالت کے سارے فیصلے شرعی فیصلے کہلائیں گے ۔ یہ ان لفظوں میں نہیں کہا گیا کیونکہ ان کی بنیاد کوئی نہیں تھی ۔ لیکن جب تسلیم کر لیا گیا ، عدالت نے اپنا حق تسلیم کر لیا شرعی حق عدالت کہلانے کا تو یہ اس کے اندر مضمر باتیں ہیں ۔ خود بخود اس کے اندر داخل ہو گئیں ۔

اس فیصلے کے بعد

اب ہم نظر کرتے ہیں کہ عالمِ اسلام تو یا نبوت کے نیچے ایک رہتا ہے یا خلافت کے نیچے ایک رہتا ہے ۔ جب سُلطانیت شروع ہو جاتی ہے وہ ۔ تو بٹ جایا کرتا ہے اور یہی ہُوا اسلام کے ساتھ ۔ آج ایک سُلطان تو نہیں ہے ۔ آج تو بہت سے سلاطین ہیں ۔ کوئی سعودی عرب کا سلطان ہے ، کوئی ایران کا سُلطان ہے ۔ کوئی شام کا سُلطان ہے ، کوئی لیبیا کا سُلطان ہے ، کوئی شمالی یمن کا سُلطان ہے ، اور کوئی جنوبی یمن کا سُلطان ہے ۔ اور ایک پاکستان کا بھی سُلطان ہے ۔ تو سوال یہ ہے کہ شریعت کی رُو سے اب یہ فیصلہ بھی ضروری ہے کہ ان سلاطین میں سے جو مختلف نوعیت کے سلاطین ہمیں نظر آتے ہیں اور اُن کے رجحانات بھی الگ الگ ہیں ۔ اسلامی شریعت کس کو اسلام کی نمائندگی میں سُلطانی کا حق دے رہی ہے ۔ اور وہ تمیز کونسی ہے جس کی رُو سے ہم یہ کہہ سکیں کہ پاکستان کا سُلطان تو شرعی سُلطان ہے ۔ لیکن ایران کا سلطان شرعی سلطان نہیں ۔ سُنّی سلطان تو شرعی سُلطان ہے لیکن شیعہ سُلطان شرعی سُلطان نہیں ۔ شمالی یمن کا سلطان جو سعودی عرب کے ساتھ رجحان رکھتا ہے وہ تو شرعی سُلطان ہے لیکن جنوبی یمن کا سلطان شرعی سُلطان نہیں ۔ حالانکہ دونوں مُسلمان ممالک ہیں ۔ لیبیا کا سُلطان تو شرعی سُلطان ہے لیکن مصر کا سلطان یا سوڈان کا سُلطان شرعی سلطان نہیں ۔ یا یہ کہ عراق کا سُلطان تو شرعی ہے لیکن شام کا نہیں ہے ۔ تو یہ تفریق کس آیت کی رُو سے ، کس حدیثِ نبوی ؐ کی رُو سے ہو گی ؟ جب تک اب ہم اس بحث میں نہ داخل ہوں پہلا فیصلہ خواہ دھاندلی سے بھی کیا گیا ہو بے معنی ہو جایا کرتا ہے ۔ اور بے معنی ہو جائے گا ۔ اگلے فیصلے میں سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ہر سُلطان کو اسلامی شریعت کا سلطان مانا جائے ۔ اس کے بغیر تو اس مخمصے سے نکل ہی نہیں سکتے آپ ۔ اب ان سُلطانوں کو شرعی عدالتیں قائم کرنے دیجئے ۔ ایک شرعی عدالت خمینی صاحب کے تابع ہوئی ہے ایک نمیری صاحب کے تابع بنی ہے ، ایک جنرل قذافی کے تابع بن گئی ۔ ایک پاکستان میں بنی ہوئی موجود ہے پہلے سے ہی ۔ اور سعودی عرب کی بھی شرعی عدالتیں ہیں ۔ تو

ایک ہی موضوع پر ان سب کے فیصلوں کا اختلاف

کیا نتیجہ نکالے گا ؟ کہ اسلام کی تعلیم اس طرح آپس میں بٹی ہوئی ہے جس کے متعلق قرآن کریم کا دعویٰ تھا کہ کوئی تضاد تمہیں ساری کائنات میں نظر نہیں آئے گا ۔ اس کا کلام اس طرح تضادات کا شکار کہ ہر سُلطان ایک دوسرے کا دُشمن ، ایک دُوسرے کا مخالف ۔ ایک دُوسرے کی طرزِ حکومت کو غلط قرار دینے والا ۔ اور قرآن کہتا ہے یہ سارے سُلطان درست کہہ رہے ہیں ۔ ہم نے حق دیا ہے ۔ اور ہر سُلطان کی شرعی عدالت ایک الگ فیصلہ کر رہی ہے ۔ اور اس فیصلے کی رُو سے ، اس فیصلے کو اگر تسلیم کر لیا جائے ، تو پھر یہ حق بنے گا کہ ہر شرعی عدالت کا فیصلہ عین قرآن کا فیصلہ ہے ۔ جب ایک سُلطان کہہ رہا ہے کہ فلاں بات یُوں ہے یوں نہیں ہے ۔ یا اُس کی شرعی عدالت کہہ رہی ہے ۔ اور دوسری عدالت کہہ رہی ہے کہ نہیں تم غلط کہتے ہو ۔ یہ شیعہ نقطۂ نظر سے ہو گی ، ہمارا فیصلہ ہے کہ یوں نہیں ہے ۔ ایک شرعی عدالت کہہ رہی ہے کہ وہابی یا اہلحدیث نقطۂ نظر سے یہ فیصلہ ہم دیتے ہیں ۔ اور ایک اور شرعی عدالت کہہ رہی ہے کہ بالکل غلط ، بریلوی نقطۂ نگاہ سے تو یہ فیصلہ ہے ۔ اور چونکہ ہمارے مُلک میں بریلوی اکثریت ہے ، یا ہمارا سلطان بریلوی ہے اس لئے ہماری شرعی عدالت کا فیصلہ چلے گا ۔ اور اتنے نمایاں فرق ہیں بُنیادی کہ بیک وقت اگر سب کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم اتنے تضادات کا مجموعہ ہے کہ حیرت ہوتی ہے دیکھ کر کہ ایسے تضاد ایک جگہ سما کیسے گئے

ایک نیام میں دو تلواریں

تو نہیں سما سکتیں ۔ لیکن شیعہ فیصلے اور سُنّی فیصلے سما جائیں گے ۔ بریلوی فیصلے اور دیوبندی فیصلے سما جائیں گے ؟ یہ تو ناممکن ہے ۔ اُن کا اختلاف تو اِس سے بھی زیادہ شدید ہے ۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ اگر آغاخانی عدالت کہیں قائم ہو جائے تو وہ بھی شامل کرنے پڑیں گے فیصلے شریعت کی رُو سے ۔ اور آغاخانی فیصلوں میں یہ بھی فیصلہ شامل ہے کہ تیس پاروں کا قرآن جو ہے وہ تو OBSOLETE ہو چکا ہے ۔ بوسیدہ ہو گیا ہے ۔ ایک دس پاروں کا قرآن جو آغاخانی ائمہ پر نازل ہُوا تھا اُس کے بغیر بات نہیں بنتی ۔ اور قرآن اور سُنّت کے مقابل پر غِنا یعنی گانا کو بگڑا ہُوا گِنان کہتے ہیں ۔ لیکن اصل میں وہ غِنا تھا ۔ غِنا بگڑ کے گِنان بن گیا ہے ۔ تو وہ جو گانے ہم نے بنائے ہوئے ہیں ، شریعت کے متعلق ان کا فیصلہ لازمی چلے گا ۔ وہی غالب آئے گا ۔ اور ان فیصلوں میں یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ حضرت علی ؓ ہی اصل خُدا ہیں ۔ اور یہ غلط فہمی نہ ہو ۔ چنانچہ کلمے کے اندر داخل کر لیا گیا ہے اس بات کو کہ فلاں یہ ہے ، فلاں یہ ہے اور علی ؓ اللہ برحق ہے ۔ اور جو اس کے خلاف فیصلہ دے گا وہ شریعتِ اسلامیہ کے خلاف ہے ۔ تو ایک عدالت وہ بھی بیٹھ جائے گی آغاخانیوں کی ۔ وہ بھی فیصلے دے گی ۔ تو کیا بنے گی شریعت کی حالت ؟ اس لئے چارہ نہیں رہتا سوائے اس کے کہ انسان مجبور ہو جائے قرآن کی طرف رجوع کرنے پر ۔ اور

قرآنی رجوع کے سوا ان مسائل کا کوئی اور حل ممکن نہیں

ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے دو طریق پر شرعی عدالتوں کو قائم فرمایا۔ اور آزاد کر دیا کہ سارے بنی نوع انسان اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر جو تعلیم نازل ہوئی ہے وہ ایسی عظیم رحمت ہے، ساری کائنات کے لئے رحمت ہے کہ اگر انگریز بھی اس پر عمل کرے گا تو وہ بھی شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فیصلہ کرنے کا مجاز ہو جائے گا۔ اگر یہودی اس پر عمل کریگا تو وہ بھی مجاز ہو جائے گا۔ اگر ہندو اس پر عمل کریگا تو وہ بھی مجاز ہو جائیگا۔ دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ عدل پہ قائم رہو۔ اگر عدل نہیں ہوگا تو پھر شریعت کے ساتھ تمہارے فیصلوں کا کوئی تعلق نہیں۔

دوسرا رُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ باتوں کو اپنے فقیہوں یا مولویوں کی طرف نہ لوٹایا کرو۔ اگر فیصلہ دیتے وقت تم قرآن اور سُنّت کی طرف لوٹاؤ گے اور وہیں تک محدود رہو گے تو پھر تمہارے فیصلے قرآن اور سُنّت کے فیصلے کہلا سکتے ہیں۔ ایک شرط کے ساتھ کہ وہ تقویٰ کے ساتھ کئے گئے ہوں۔ چنانچہ بار بار تقویٰ کا مضمون بھی ساتھ باندھ دیا۔ جن آیات میں یہ ذکر فرمایا وہاں تقویٰ کا بھی ساتھ ذکر فرما دیا۔ تقویٰ شرط ہے۔ اگر تقویٰ کے ساتھ کرو گے اور دیانت داری کے ساتھ تقویٰ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قرآن اور سُنّت کے مطابق بات کرو گے تو تم نافرمان نہیں کہلا سکتے۔ لیکن پھر بھی تمہارا فیصلہ ایسے شخص پر لازمی نہیں ہوگا جس کے نزدیک قرآن و سُنّت کچھ اور بات کہہ رہے ہوں۔ یہ بھی ساتھ وضاحت ہو گئی۔ کیونکہ یہ حکم سب مسلمانوں کو عام ہے اور اس کے لئے جو

سب سے بڑی سند

ممکن ہے پیش کرنی جو لیڈر کے سب مسلمانوں کو قبول ہونی چاہیئے وہ میں اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ وہ میں سناؤں گا آپ کو کہ نبوّت کے بعد اگر کوئی شرعی عدالت قائم ہو تو اُس کے حقوق کیا ہیں؟ ایک ایسا واقعہ گزرا ہے عالمِ اسلام میں جبکہ ایک ایسی شرعی عدالت قائم کی گئی تھی جس کو خلیفۂ وقت کی سند حاصل ہوئی۔ اور اُس عدالت کے مقابل پر اِس عدالت کی جو آج بنی یا کل بن سکتی ہے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ اور اُس عدالت نے ایک فیصلہ دیا ہُوا ہے اور بڑا واضح اور کھُلا فیصلہ ہے۔ شرعی عدالت قائم کرتے وقت یہ فیصلہ دیا ہُوا ہے کہ اس عدالت کی حیثیت یہ ہے۔ اور حیثیت یہ ہے کہ اگر یہ خلاف بھی فیصلہ دے تو وہ فریق جو یہ سمجھتا ہو کہ قرآن اور سُنّت کے مطابق فیصلہ نہیں ہے وہ اس فیصلے کا پابند نہیں رہے گا۔ اس سے بڑھ کر شرعی عدالت کیسے قائم ہو سکتی ہے۔ وہ میں شرعی عدالت کا قصہ آپ کو سُناتا ہوں۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ یعنی اسلام کے چوتھے خلیفہ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان اختلافات کا حال سب کو معلوم ہے۔ یہ اختلافات اتنے شدید ہو گئے کہ جنگ پہ نوبت پہنچی۔ اور مسلمان ایک دوسرے کا خون کرنے لگے۔ بڑی تکلیف دِہ صورتِ حال تھی۔ اور آج تک

اسلامی تاریخ کا یہ ایک انتہائی دردناک واقعہ ہے

آنحضور صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصال کو ایک صدی تو کیا ایک نصف صدی بھی نہیں گزری تھی کہ اس قسم کے شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔ شامی فوج جو زیادہ تر خارجیوں پر مشتمل تھی وہ حضرت معاویہؓ کی حمایت کر رہی تھی۔ اور اہلِ مدینہ اور دوسرے مسلمان جو زیادہ نسبتاً تربیت یافتہ تھے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا تھا وہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے ساتھ تھے۔ عین میدانِ جنگ میں جب عمرو بن العاص جو اُس وقت اُن کے ساتھ لڑ رہے تھے معاویہؓ کے ساتھ۔ انہوں نے یہ دیکھا، بڑے ہوشیار آدمی تھے، کہ حضرت علیؓ کی فوج کا پلّہ بھاری ہو گیا ہے تو انہوں نے یہ ترکیب پیش کی کہ کیوں نہ قرآن کریم کو حَکَم بنایا جائے؟ کیونکہ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ اختلافات کی صورت میں قرآن کی طرف معاملے لوٹاؤ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ اگرچہ بات بہت اچھی کی گئی تھی۔ لیکن اس کے پیچھے فتنہ مقصود تھا۔ اور جب اُن کو یہ خوف پیدا ہُوا کہ شاید مسلمان اس بات کو تسلیم نہ کریں۔ یعنی حضرت علیؓ کا کیمپ اس کو تسلیم نہ کرے۔ حالانکہ قرآن کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ اس خیال سے کہ اس میں نیّت گندی ہے۔ نام تو بہت پاکیزہ ہے۔ لیکن نام لینے والوں کی نیّت بہت گندی ہے۔

دوسرے دن انہوں نے یہ ترکیب کی کہ خارجی لشکر نیزوں پر قرآن کریم اُٹھا لایا۔ اور نعرے لگانے لگا کہ قرآن کریم کو حکم بناؤ۔ قرآنِ کریم کو حکم بناؤ۔ اس کا اتنا جذباتی گہرا اثر پڑا حضرت علیؓ کے ساتھیوں پر کہ بھاری اکثریت اُن کی اس سے اثر انداز ہو کر

یہ کہنے لگ گئی، مطالبہ کرنے لگی کہ ہاں لازماً قرآن کو حَکَم بنایا جائے گا۔ لیکن کیسے حَکَم بنایا جائے گا؟ اب یہ سب سے مشکل امر جو تھا یہ درپیش آیا۔ چنانچہ دونوں کے درمیان ایک طریق کار طے ہُوا۔ اور ثالثی لکھی گئی۔ یعنی صرف شرعی عدالت ہی نہیں بنائی گئی بلکہ فریقین نے ثالثی نامے کے طور پر اپنا اپنا نمائندہ اُن شرعی عدالت میں مقرر کیا۔ یہ جو شرعی عدالت ہے اس میں تو کوئی احمدی نمائندہ نہیں تھا۔ لیکن اب میں یہ بتاؤں گا کہ نمائندہ ہوتا بھی تب بھی کیا شکل بنتی۔ اس شرعی عدالت کا تو صرف یہ حال ہے جیسے غالب نے کہا تھا کہ ؎

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

یعنی یکطرفہ عدالت۔ اور میں آگے اس گفتگو کو بڑھاؤں گا تو پتہ چلے گا کہ

شرعی عدالت اختلافی مسائل میں ہو ہی نہیں سکتی

دُنیاوی مسائل میں تو ہو سکتی ہے۔ شرعی اختلافی مسائل میں کوئی شرعی عدالت دُنیا میں قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ اس مثال سے بھی آگے یہی بات واضح ہو گی۔

بہرحال حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو مقرر کیا گیا۔ جبکہ خود حضرت علیؓ کا دل اس پر پوری طرح مطمئن نہیں تھا کیونکہ وہ حضرت ابن عباسؓ کو بنانا چاہتے تھے اپنا نمائندہ۔ لیکن مشکل یہ درپیش ہوئی کہ دوسرے بہت سے ساتھیوں نے کہا کہ نہیں ابوموسیٰ اشعریؓ ہونا چاہیئے۔ اور حضرت علیؓ نے یہ کہا بھی کہ یہ بہت بزرگ آدمی ہیں لیکن دماغی حالت ایسی نہیں ہے، سادہ ہیں مزاج کے۔ اور ڈر ہے مجھے کہ وہ سادگی کی وجہ سے کہیں خواہ مخواہ قابو نہ آجائیں مقابل پر عمرو بن العاص بہت ہوشیار آدمی ہیں۔ بہرحال عمرو بن العاص دوسرے فریق کی طرف سے ثالث مقرر ہوئے۔ اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ۔ اب دیکھئے کہ

یہ وہ سنگم ہے جہاں سُلطانی بھی اُبھری تھی اور خلافت بھی موجود تھی

وہ لوگ جو سُلطانیوں کی باتیں کرتے ہیں، اس سے بڑا سلطان وہ اُس کو پیش نہیں کر سکتے جو صحابہؓ میں سے ہو۔ اور آج تک جس کے لئے ایک بہت بھاری طبقہ دلیل ہاتھ میں ہو یا نہ ہو۔ حمایت میں بہت کچھ کہہ رہا ہے۔ تو سلطان میں اس سے بڑا سلطان نہیں لا سکتے۔ اور خلافتِ راشدہ موجود تھی۔ اس میں شیعوں کا بھی اتفاق اور سُنّیوں کا بھی اتفاق۔ ایک بھی مسلمان نہیں ہے جو اختلاف کرے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ خلیفۂ راشد تھے۔ تو اگر کسی خلیفہ کو حق ہے شریعت کی عدالت بنانے کا تو حضرت علیؓ کو ضرور تھا۔ اگر کسی سُلطان کو حق ہے تو اُس سُلطان کو ضرور تھا جو پہلا سلطان تھا اسلام میں۔ اور پھر دونوں کا اتفاق ہو گیا۔ اب تو کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ شرعی عدالت قائم ہو گئی۔ اور فیصلہ یہی ہے کہ قرآن اور سُنّت سے فیصلہ ہوگا۔ فیصلہ کیا ہوتا ہے؟ اس سے پہلے وہ عہدنامہ جو لکھا جاتا ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سُناتا ہوں۔

عہد نامہ کے الفاظ

یہ ہیں۔ اُن کا اُردو ترجمہ:-

"علیؓ اور اُن کی جماعت نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو اور معاویہؓ اور اُن کی جماعت نے عمرو بن العاص کو حَکَم مقرر کیا ہے۔ یہ دونوں کسی فریق کی رُو رعایت کے بغیر اُمّت کی خیر خواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہؐ کے مطابق فیصلہ کریں گے (وہی بات فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ) سُنّتِ رسول اللہؐ کے مطابق جو فیصلہ کر دیں گے وہ فریقین کے لئے واجب التسلیم ہوگا۔" (اس میں کسی خلیفہ کا حوالہ بھی نہیں آیا پہلے حالانکہ تین خلفاء گزر چکے تھے۔ کسی اور عالِم کے حوالے کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ صرف قرآن اور سُنّت یہی ہمیں کافی ہے۔ اس کے بغیر ہم فیصلہ نہیں مانیں گے) "جو فیصلہ کر دیں گے وہ فریقین کے لئے واجب التسلیم ہوگا۔" (یہ الفاظ ہیں) "اور جو فریق اس کے ماننے سے انکار کرے گا حَکَم اور عام مسلمان اُس کے خلاف دوسرے فریق کو مدد دیں گے۔" (اب لیکن شروع ہو جاتا ہے۔ یہ وہ فقرے ہیں جو حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے خود داخل کروائے) "لیکن اگر یہ فیصلہ کتاب اللہ اور سُنّتِ رسولؐ کے خلاف ہو یا اس میں کسی فریق کی جنبہ داری پائی جائے (یعنی عدل نہ ہو) تو اس کی پابندی ضروری نہیں ہوگی۔" (حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کو بہت گہری قرآن کی فراست تھی، اتنی حیرت انگیز کہ آپؓ کے جو اقوال تفاسیر کے مضمون پر ملتے ہیں اُن کو آپ پڑھیں تو ایک خزانہ ہے، ایک سمندر ہے

موقفوں کا۔ چنانچہ یہ دونوں باتیں لکھوائیں۔ اسلام کے مطابق تھا۔ گویا جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ شرعی عدالت ان معنوں میں قائم ہو ہی نہیں سکتی کہ اس کا فیصلہ ہر فریق کو پابند ہو۔ خواہ وہ فریق خود قرآن کی وہ تشریح نہ سمجھتا ہو۔ جب تک اس کا دل مطمئن نہ ہو جائے اس فیصلے کو سن کر کہ قرآن واقعی یہ کہہ رہا ہے اس وقت تک وہ پابند نہیں ہوگا کسی فیصلے کا۔ تو گویا شرعی عدالت کی حیثیت صرف مشیر کی ہوگی۔ اس سے زیادہ تو حیثیت ہی کوئی نہ رہی۔ جتنے اختیارات رہ بیٹھے تھے اس کو وہ اگلے فقروں نے سارے چھین لئے) "ایسی صورت میں ہر فریق خود اپنا فیصلہ کرنے کے لئے آزاد ہوگا۔ فیصلہ کے اعلان تک جنگ بالکل ملتوی رکھی جائے گی۔ اور کامل امن وامان قائم رہے گا۔ اگر فیصلہ کے اعلان سے قبل دونوں امیروں یا حکموں میں سے کوئی امیر یا حکم مرجائے تو اس کی جماعت کو اس کی جگہ دوسرے امیر اور حکم کے انتخاب کا حق حاصل ہوگا۔ دونوں حکموں کی جان اور مال محفوظ رہے گا۔ رمضان تک فیصلہ کا اعلان ہو جانا چاہیئے۔ لیکن اگر حکم اس میں کچھ تاخیر کرنا چاہیں تو اس مدت میں توسیع کرسکتے ہیں۔"

اب سُنیئے فیصلہ

جیسا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا وہی واقعہ ہوا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک بات طے کی اپنے ساتھی حکم سے۔ اور سادگی میں الگ الگ فیصلہ سنایا دونوں نے۔ اور انہوں نے حضرت ابوموسیٰؓ کو کہا عمرو بن العاص نے کہ تم پہلے فیصلہ سنا دو میں بعد میں سناتا ہوں۔ اور سنیئے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا سادگی کا فیصلہ۔ فیصلہ بالکل درست ہے۔ بالکل درست تو نہیں کہنا چاہیئے۔ اس لحاظ سے کہ دونوں کا فیصلہ یہ تھا یہ درست ہے بات۔ لیکن فیصلہ فی ذاتہٖ شریعت کے خلاف تھا۔ وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکے:۔

"اَمَّا بَعْدُ لوگو! ہم نے اس مسئلہ پر غور کیا۔ اس امت کے اتفاق واتحاد اور اصلاح کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہ آئی کہ علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کرکے خلافت کو شوریٰ پر چھوڑ دیا جائے۔"

حالانکہ خلیفہ برحق اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تھا تو اس کو تو معزول کر ہی نہیں سکتا انسان۔ وہ تو خدا کی پہنائی ہوئی چادر ہے۔ اور اگر تھا ہی نہیں تو معزول کس کو کر رہے ہو؟ پھر کوئی اور ہونا چاہیئے۔ موجود ہوگا کوئی اور۔ تو شریعت کے لحاظ سے تو کوئی یہ فیصلہ نہیں ہے۔ لیکن اس لحاظ سے ضرور ہے کہ دونوں کا متفق یہی فیصلہ تھا۔

"عام مسلمان جسے اہل سمجھیں اسے منتخب کرلیں۔ اس لئے میں علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کرتا ہوں۔ آئندہ تم جسے پسند کرو اپنا خلیفہ بناؤ۔"

لیجئے یہ تو فیصلہ ہوگیا حضرت ابوموسیٰؓ کا۔ اب عمرو بن العاص کی باری آئی۔ ان کا فیصلہ سُنیئے:۔

"اَمَّا بَعْدُ لوگو! ابوموسیٰؓ کا فیصلہ آپ لوگوں نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے آدمی کو معزول کر دیا۔ میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں۔"

جو ڈر تھا حضرت علیؓ کو وہی ہوا کہ وہ بہت ہوشیار آدمی ہے، یہ سادہ آدمی، اس کو وہ بنا دے گا۔ اور بجائے اس کے کہ متفقہ فیصلہ اکٹھے دستخط کرتے اور وہ سنایا جاتا، الگ الگ فیصلہ، اور پھر پہلے ابوموسیٰؓ سنائیں۔ بعد میں میں سناؤں گا۔ اسی میں سارا وہ داؤ کھیل گیا:۔

"انہوں نے اپنے آدمی کو معزول کر دیا۔ میں بھی اسے معزول کرتا ہوں لیکن اپنے آدمی معاویہؓ کو برقرار رکھتا ہوں۔ وہ امیر المومنین عثمانؓ کے ولی اور ان کے قصاص کے طالب ہیں۔ اس لئے ان کی قائم مقامی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔"

یہ فیصلہ جب ہوا تو آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا جو ثالثی نامے میں دخل دے کر اس میں احتیاطی پہلو کو اختیار کرنا تھا وہ موقعہ پر کام آگیا۔ اگر وہ عبارت حضرت علیؓ بیچ میں نہ لکھواتے تو بہت خطرناک فساد پیدا ہو جاتا تھا۔ اگر یہ خلافت کا مسئلہ بھی اٹھ کھڑا ہوتا اور پھر حضرت علیؓ اگر مانتے تو حیرت انگیز بات ہوتی کہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ایک انسان کے بنائے ہوئے خلیفہ کے سامنے سر جھکا رہا ہے۔ اور نہ مانتے تو نعوذ باللہ جھوٹے کہلاتے کہ عہد کیا، عدالت میں پیش ہوئے اور پھر فیصلے کا انکار کرکے باہر آگئے۔

حضرت علیؓ کا تبصرہ

اس پر سُنیئے:۔

"..... حکم بنایا تھا انہوں نے اپنے نفس کی پیروی کرکے کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ کیا اس لئے ہم نے اس فیصلہ سے برأت ظاہر کی۔ اور اب پھر اپنی پہلی حالت پر آگئے۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ میں نے سرپنچوں سے شرط لی تھی کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ میں نے تم کو اسی وقت آگاہ کر دیا تھا کہ تحکیم کی تجویز محض فریب ہے۔ لیکن تم ہی نے اس کو قبول کرنے پر اصرار کیا۔ میں نے اس شرط پر اسے منظور کیا تھا کہ دونوں حکم اس چیز کو زندہ کریں گے جسے قرآن نے زندہ کیا ہے۔ اور اس کو ختم کریں گے جسے قرآن نے ختم کیا ہے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوا اس لئے اس شرط کے مطابق یہ فیصلہ قابل قبول نہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اور قرآن کو ایک بڑے فتنے سے بچایا۔ اور

آئندہ کے لئے شرعی عدالتوں کی حیثیت کو واضح فرمادیا

اب کبھی بھی اس بات میں کسی مسلمان کے لئے اشتباہ کی گنجائش نہیں۔ خواہ وہ خلافت کا قائل ہو خواہ وہ سلطانی کا قائل ہو۔ اور وہ سلطان جسے دوسرے تسلیم نہ کرتے ہوں یہ بحث نہیں ہے۔ وہ جسے خود تسلیم کرتے ہوں ان کے فیصلوں اور ان کی بنائی ہوئی عدالتوں کے اوپر بھی یہی اب فیصلے چلا کریں گے ہمیشہ کے لئے۔ اس کے سوا اور کوئی فیصلہ نہیں چلے گا۔ ورنہ نہ وہ سلطانی کے قائل رہیں گے نہ وہ خلافت کے قائل رہیں گے۔ تو

تاریخ اسلام کا ایک ہی وہ مقام ہے

جہاں خلافت اور سلطانی کا سنگم ملتا تھا۔ اور اسی مقام پر ایک شرعی عدالت قائم ہوئی تھی۔ اس شرعی عدالت کی کیا حیثیت تھی؟ یہ ہمیشہ کے لئے بات کھل چکی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اس شرعی عدالت کو کوئی حیثیت نہیں دی جاسکتی۔ اس سے بہت ادنیٰ حیثیت ہے۔ نہ ان کا عقہ کا وہ مقام، نہ انہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے تربیت پائی۔ اپنے علم، اپنے مرتبہ، اپنی حیثیت، اپنے تقویٰ۔ کسی لحاظ سے بھی۔ اگر کہا جائے کہ

کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگا تیلی

تو ان کو اس پر ناراضگی نہیں ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سمجھتے ہیں اپنا مقام۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا مقام سمجھتے ہیں۔ اور اس کے مقابل پر ان کی قائم کردہ عدالت کو دیکھ کر یقیناً کہیں گے کہ یہ مثال بھی ہماری عزت افزائی ہوئی ہے۔ راجہ بھوج سے تو گنگا تیلی کو بالکل گو تیلی کی کوئی نسبت تھی۔ لیکن ہمیں تو ابوموسیٰ اشعریؓ اور عمرو بن العاص سے وہ بھی نسبت نہیں ہے۔ اگر ان میں کچھ تقویٰ ہو تو یہ بات مانیں گے۔ تو جو ان کی حیثیت نہیں تھی وہ تمہاری حیثیت کہاں سے ہوگئی۔ جو قرآن اور سنت نے ان کو اختیار نہیں دیا تھا وہ تمہیں کہاں سے اختیار حاصل ہوگیا؟

اب ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ شرعی عدالت کا جو دائرہ کار ہے اس کے لحاظ سے، شرعی عدالت تو میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے یہ نام ہی فرضی ہے۔ کوئی حقیقت ہی نہیں۔ اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے ہی نہیں۔ حکم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حکم میں تو فریقین ہونے چاہئیں۔ لیکن جو بھی مزعومہ طور پر شرعی عدالت قائم کی بھی جائے تو میں اس لحاظ سے شرعی عدالت کہہ رہا ہوں۔ یہ نہیں کہ مجھے تسلیم ہے کہ یہ شرعی عدالت ہے۔ تو شرعی عدالت کے دو طرح کے طریق اور دائرہ کار ہیں۔ ایک ہے دنیاوی امور اور معاملات میں فیصلہ کرنا اور ایک ہے اختلافی امور یعنی عقائد کے لحاظ سے فیصلہ دینا۔

جہاں تک معاملات کا تعلق ہے اس کی تو اس واقعہ سے ہی کچھ سند حاصل کی جاسکتی ہے جو میں نے بیان کیا۔ لیکن اعتقادی امور میں کسی شرعی عدالت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اعتقادی اختلافات میں

تو صرف ایک فیصلہ کرنے والا ہے اور وہ اللہ ہے۔ اور اس کی عدالت، قیامت کے دن لگے گی۔ دو قسم کے اختلافی امور ہیں۔ میں اس لئے وضاحت کر دوں۔ جہاں دنیا کے دیگر مذاہب کا تعلق ہے، ایک بھی واقعہ نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

سنے دوسری شریعتوں میں اور دوسرے کے معاملات میں، اُن کے مذاہب میں دخل دیا ہو۔ ہاں اسلام کا جہاں تک تعلق ہے آپ آخری فیصلہ کرنے والے تھے۔ اور آپ کا حکم معاملات میں بھی اُسی طرح چلتا تھا جس طرح اعتقادات میں چلتا تھا۔ اسی لئے قرآن مجید میں تنازع کے وقت اللہ یعنی کتاب کے بعد رسول یعنی سنت کو شامل فرما دیا۔ یہ حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیثیت کے بعد جہاں تک اعتقادات کا تعلق ہے اُس کا شریعت اسلامیہ کے اندر رہتے ہوئے بھی اگر کسی کو حق ہو سکتا تھا تو خلافت کو ہو سکتا تھا۔ اُس کے سوا کسی کو حق نہیں۔ کیونکہ خلافت ایک مرکزی حیثیت ہے جس کے ساتھ سارا عالم اسلام منسلک ہوتا ہے۔ خلافت کے بعد پھر اعتقادی امور میں کسی کا کوئی حق کسی قسم کا بھی نہیں بنتا یعنی از روئے اسلام بھی نہیں بنتا گویا کہ اپنے سے باہر جا کر فیصلے دے۔ یہ ہے شرعی حیثیت عدالت کی، اگر عدالت صحیح ہو اور وہ سلطان درست ہو جس نے عدالت قائم کی ہو ان شرطوں کے ساتھ۔

اس حیثیت سے جب ہم غور کرتے ہیں تو امر واقعہ یہ ہے کہ اس کے سوا جو میں نے قرآن اور سنت پر مبنی اپنی رائے ظاہر کی ہے اس کے سوا کوئی صورت بن سکتی ہی نہیں۔ عقلاً آپ زور لگا کر دیکھ لیں اس کے سوا کوئی صورت نہیں بنتی

اسلام کے دائرے میں

حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا اور خلفاء راشدین کے سوا کسی کو فیصلہ دینے کا حق بن ہی نہیں سکتا جہاں تک اختلافات کا یعنی اعتقادی اختلافات کا تعلق ہے۔ جہاں تک معاملاتی اختلاف کا تعلق ہے وہ فیصلے جاری رہتے ہیں اور رہے ہیں۔ آئندہ بھی جاری رہیں گے۔ اگر فرض کریں کہ آپ یہ کہیں نہیں بن سکتا ہے تو ہم پھر اسکو عملاً بنا کر دیکھتے ہیں کیسے بنے گا۔ پھر سمجھ آجائے گی بات کی اعتقادی اختلاف سے مراد ہے فرقہ وارانہ اختلاف۔ کیونکہ فرقے اعتقادات پہ بنتے ہیں۔ اُن کے اختلاف کے پیچھے ہی بنتے ہیں نہ کہ معاملات پر۔ اس لئے ایک شیعہ فرقہ ہے، ایک بریلوی فرقہ ہے، ایک سنی ہے، ایک دیوبندی اور اہلحدیث ان چاروں کو مدنظر رکھ لیتے ہیں۔ کوئی عدالت ایسی ہو سکتی ہے۔ شرعی جو یہ فیصلہ دے کہ شیعہ عقیدہ درست ہے اور سنی غلط ہے یا اہلحدیث کا عقیدہ درست ہے اور بریلوی غلط ہے یا اس کے برعکس۔ بنا کر دکھائیے کوئی عدالت۔ ایسی عدالت بن سکتی ہی نہیں۔ کیونکہ اگر آپ اُن میں سے ایک کو چنیں گے۔ یعنی فیصلے کے لئے پانچوں کو چن لیں گے۔ اگر یہ شیعہ جج ہیں یہ فیصلہ دیں گے کہ سنی ٹھیک ہیں یا شیعہ ٹھیک ہیں۔ یا اہل حدیث کو چن لیں گے کہ وہ فیصلہ دیں، یہ بریلوی ٹھیک ہیں کہ اہل حدیث ٹھیک ہیں۔ اور جب وہ اہل حدیث اور بریلوی ملا کر فیصلہ دیں، اگر تو اول تو کسی اہل حدیث کو یہ قبول نہیں ہوگا نہ کسی بریلوی کو یہ قبول ہوگا کہ برابر کی تعداد میں دونوں جج فیصلہ دیں۔ اور اگر

شریعت کے معاملے میں،

اعتقادی لحاظ سے یہ مان لیا جائے تھوڑی دیر کے لئے کہ ایک عدالت قائم ہوگی جس میں دو اُن کے اور دو اُن کے نمائندہ ہو گئے تو جس وقت کوئی نمائندہ اگر وہ اہل حدیث تھا پہلے وہ بریلوی خیال کا اظہار کرے گا تو فوراً شور مچا دیں گے لوگ کہ تم تو بریلوی ہو گئے۔ اس لئے عدالت کا تناسب بگڑ گیا۔ اب تین بریلوی رہ گئے ہیں اور ایک اہل حدیث رہ گیا ہے چار میں سے اور اگر کوئی بریلوی عالم جس کو عدالت میں بٹھایا گیا ہو اہل حدیث کے حق میں فیصلہ دے۔ تو کیا وہ سارا بریلوی فرقہ مان لے گا؟ ہرگز نہیں وہ کہیں گے یہ اہل حدیث ہو گیا ہے اس لئے اس کا فیصلہ قابل قبول نہیں۔ تو نتیجہ جب بھی کوئی فیصلہ دے شریعت کے معاملے میں اختلافی امور میں یعنی اعتقادی لحاظ سے اس کا فیصلہ اُس فرقے کو قبول ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ کبھی ہوا ہے آج تک۔ چنانچہ اگر یہ عدالت مثلاً احمدیوں کے حق میں کوئی فیصلہ دیتی تو لوگوں نے کہنا تھا، یہ تو احمدی ہو گئے ہیں۔ ان کو فارغ کرو۔ ایک اور عدالت بٹھاؤ کیونکہ انہوں نے جو احمدی عقیدہ مان لیا تو یہ تو پارٹی بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ عدالت بار بار یہی دلاتی رہی مولویوں کو دیکھو دیکھو کہ کہ ہم پانچوں کا سو فیصد یہی عقیدہ ہے کہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں گویا

اپنا پارٹی ہونا تسلیم کرلیا

تو جب تم چلے ہی اس مفروضے سے ہو کہ تم ایک پارٹی ہو تو تمہارا عدلیہ کا حق کہاں رہا باقی۔ پارٹی تو فیصلہ نہیں دیا کرتی اس لئے مذہبی امور میں کوئی عدالت قائم ہو ہی نہیں سکتی سوائے نبی کی عدالت کے جو خدا سے علم پاکر فیصلے دیتا ہے۔

جو نبوت کا دعویدار نہ ہو

وہ عدالت قائم نہیں کر سکتا۔ اور نبوت کا فیصلہ خدا منواتا ہے۔ پیچھے پڑ کر آپ ہی زبردستی آسمان کی قضا نازل ہو کر منواتی ہے۔ اس لئے کوئی مانے نہ مانے وہ منوایا جاتا ہے۔ لیکن دنیا کی عدالتوں کے فیصلے تو منوانے والا ہی کوئی نہیں۔ دو چار دن کا ڈنڈا کسی کا مل گیا دو چار دن کسی اور کا ڈنڈا مل گیا یہ ادل بدل پیچ ہوتی رہتی ہے دنیا میں۔ اس لئے شرعی عدالت میں، اعتقادی امور میں، یہ بار بار میں کہہ رہا ہوں، اعتقادی امور میں ایک مذہب کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے کسی کو سوائے نبی کے اختیار نہیں ہے یا اُس کی نمائندگی میں اگر برحق نمائندہ ہو اُس کے خلفاء تک زیادہ سے زیادہ حق جا سکتا ہے کہ وہ کوئی فیصلہ دیں۔ اور دیگر مذاہب میں تو کسی کا حق بنتا ہی نہیں اس کے متعلق تو قرآن کریم نے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مقرر فرمایا اور نہ آپ نے یہ بات کی۔ دائرہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے آپ نے جو فیصلے دیئے پس اگر کوئی اور فریق ایسا آجائے شرعی عدالت کے سامنے جس کو وہ مسلمان ہی نہ سمجھتے ہوں تو آپ کے بارے میں کیسے فیصلے دیں گے پھر وہ قرآن وسنت کی رو سے وہ کہہ سکتے ہیں یہ مثال بھی دے سکتے ہیں۔ کہیں گے کہ ٹھیک ہے، ایک مین میخ نکالی جاتی ہے اس کو بھی میں واضح کر دوں کہ جب یہ کوئی اٹھائے مسئلے کو تو اس کا یہ جواب ہے۔ جماعت احمدیہ کو اول تو اس کی شرعی حیثیت تسلیم نہ تھی۔ جو احمدی گئے وہ یہ کہتے ہوئے گئے ہیں کہ قرآن یہ کہہ رہا ہے۔ ہم قرآن کو تسلیم کریں گے تمہیں تسلیم نہیں کریں گے۔ اور جب یہ کوئی یہ کہے کہ ہمارے نزدیک قرآن پاک یہ کہتا ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں عدالت تمہارے خلاف بھی فیصلہ دے تو تم نے قرآن کے فیصلہ کو پکڑنا ہے عدالت کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرنی خواہ اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا خون ہو جائے خواہ اختلاف ہو کہ وہ جاری ہو جائے ہمیشہ کیلئے لیکن قرآن کو نہیں چھوڑنا۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ قرآن یہ کہتا ہے تو تم نے قرآن کو پکڑ لینا ہے۔ اس لئے وہ مثال بھی نہیں آتی یہ مثال صادق آتی ہے پس اس لحاظ سے

جماعت احمدیہ کا موقف

بڑا واضح ہے۔ تمہاری جو حیثیت قرآن مقرر کرتا ہے۔ پہلے سلطان کی تو کرلو۔ جب سلطان بن جائے گا تو پھر اگلی بات ہوگی۔ اگر سلطان کی بے چارے کی حیثیت کوئی نہیں تو پھر تمہاری حیثیت کیا ہے۔ اور اگر تمہاری ہو بھی اور اتنی بڑی حیثیت بھی ہو جائے کہ حضرت علیؓ نے تمہیں مقرر فرمایا ہو اور معاویہؓ نے بنا دیا ہو تب بھی اگر قرآن کے خلاف تمہارا فیصلہ ہوگا۔ تو ایک بھی فریق اس فیصلے کو نہیں مانے گا۔ آزاد ہے ہر فریق۔

اس حیثیت سے، اجتہادی فیصلہ کی حیثیت بنتی ہے اس کو دیکھ لیجئے۔ ان امور میں فیصلہ حقیقتاً یہ ہے کہ

سوائے خدا کے اور کوئی نہیں

کر سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم اس معاملے میں بڑی واضح تعلیم دیتا ہے۔ فرماتا ہے

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ (الانعام:۵۸)

کہ جہاں تک سچائی کا معاملہ ہے، حق کا معاملہ ہے سوائے اللہ کے کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہے وہی حق بیان فرماتا ہے۔ اور وہی کھول کر بیان کرتا ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ اور اس کو طاقت بھی ہے۔ فیصلے کے ساتھ طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی ایسا فیصلہ جو صرف مشورہ ہی ہو اُس کی حیثیت ہی کوئی نہیں رہ جاتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جو فیصلہ دیتا ہوں، پھر مجھے طاقت

ہوتی ہے کہ میں اس کو نافذ کر کے دکھاؤں

الا لہ الحکم وھو اسرع الحسبین ہ (انعام: ۶۳)

خدا جب فیصلے دیا کرتا ہے تو پھر وہ حساب بھی کرتا ہے اس کے ساتھ اور سب سے زیادہ تیز حساب کرنے والا بھی اللہ ہے۔ اور یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان سے مخالفین کو یہ کہلوایا کہ جہاں تک مذہبی امور میں اختلافات کا تعلق ہے جو تجھے تسلیم نہیں کرتے اُن کے اور تیرے درمیان خدا کے سوا فیصلہ کرہی کوئی نہیں سکتا۔ ایسی صورت میں۔ فاصبروا حتی یحکم اللہ بیننا ء وھو خیر الحکمین ہ (اعراف: ۸۸) ایک ہی اعلان ہو سکتا ہے کہ صبر کرو۔ اللہ فیصلہ کرے گا اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

پس یہ ہے جماعت احمدیہ کا موقف۔ اور ہر احمدی کو یہی کہنا چاہیئے اپنے مدمقابل کو کہ اللہ اسرع الحسبین ہے وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس لئے تم صبر کرو اور دیکھنا کہ

خُدا کی تقدیر کس کو سچّا ثابت کرتی ہے

اور کس کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ ایک عدالت آج لگی ہے، ایک قیامت کے دن لگے گی۔ وہاں پتہ نہیں کون کون سے سلطان سامنے ہوں گے۔ اور کون کون سے نہیں ہوں گے۔ اور کس قسم کی شرعی عدالتیں ہوں گی اور کیا حالت ہوگی اُن کی اپنی۔ اُس وقت یہ معاملات پیش ہوں گے۔ حاکم الحاکمین کچھ فیصلے اس دنیا میں بھی دے گا۔ ہمیں علم ہے کہ ضرور دے گا لیکن آخری فیصلہ وہی ہے جو قیامت کے دن ہوگا۔ اُس دن پتہ چلے گا کہ کون سچے تھے اور کون خدا کی رحمت کے سائے تلے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ اور کون خدا کے غضب کے نیچے زندگی بسر کرنے والے تھے۔ لیکن اُن کو علم نہیں تھا کہ وہ کس حالت میں زندہ رہ رہے ہیں

بعض پہلو اس کے ایسے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ

اگلے خطبے میں

میں بیان کروں گا۔ دو قسم کے احکام میں نے بیان کئے ہیں۔ ایک وہ جو عدلیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کے۔ اور ایک وہ جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں۔ دونوں جگہ بنیادی شرط عدل کی قائم فرمائی۔ تو عدالت نے کس قسم کا عدل قائم کیا۔ اور حکومت کس قسم کے عدل قائم کر رہی ہے؟ جب یہ بات کھول دی جائے گی تو پھر سب کو پوری طرح پتہ چل جائے گا کہ اِن فیصلوں کی حیثیت کیا ہے۔ کیونکہ وقت نہیں ہے۔ اس لئے میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبے میں اس پہلو پر روشنی ڈالوں گا۔ کہ جہاں تک عدل کا تعلق ہے واقعتاً کیا ہوا ہے۔ یہ بحث تو تھی قانونی حرف نکاتی کہ قرآن کیا حق دے رہا ہے اور کیا نہیں دے رہا۔ آئندہ خطبے میں انشاء اللہ تعالےٰ بتاؤں گا کہ عدل کیا کیا گیا ہے اور قرآن کی رو سے عدل کا اب کیا تصور قائم ہوگا۔ اور یہ عدل دونوں پہلوؤں سے کیا حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان میں عدلیہ کے لحاظ سے بھی اور حکومت کے لحاظ سے بھی۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے فرمایا:-

جماعت کے ایک بہت دُعا گو، صاحب کشف والہام بزرگ ماسٹر محمد بخش صاحب سوانگی وفات پا گئے ہیں اور اُن کے بیٹے کا خط آیا ہے کہ اُن کی بڑی گہری خواہش تھی جس کا بارہا تذکرہ کر چکے تھے کہ اُن کا جنازہ میں پڑھاؤں ویسے بھی چونکہ اُن کا جماعت میں ایک خاص نیکی کا مقام ہے۔ میری اپنی بھی یہی خواہش ہوتی کہ میں اُن کا نماز جنازہ پڑھاؤں۔ علاوہ ازیں ایک سلسلے کے پرانے خادم سیالکوٹ کے جن کا سارا خاندان خدا کے فضل سے اخلاص میں بہت پیش پیش ہے مکرم خواجہ عبدالرحمٰن صاحب وہ بھی وفات پا گئے ہیں۔ تو ان دونوں کی نماز جنازہ جمعہ کے بعد ہوگی۔

پوپ جان پال دوئم کو دعوت بقیہ صفحہ اوّل

وَلا تعاونوا علی الاثم والعدوان ہ

(ترجمہ) اور تم نیکی اور تقوی (کے کاموں) میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی کی (باتوں) میں (ایک دوسرے کی) مدد نہ کیا کرو

(المائدہ: ۳)

جماعت احمدیہ کے موجودہ روحانی پیشوا اور امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ ہیں اور اس دور میں دنیا میں امن عالم کے قیام کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں ایسے امن کے لئے جہاں ہر مذہب کو برابر کی آزادی ہو اور جہاں انسانی ضمیر کو مکمل آزادی حاصل ہو آپ کو عیسائی دنیا میں عزت و احترام کا ایک امتیازی مقام حاصل ہے ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ اس مقدس اور عظیم مقصد کے حصول کیلئے اپنے دستِ تعاون کو آگے کریں اِسی نیک جذبہ کے ساتھ ہم آپ کے ساتھ دوستی۔ رواداری اور تعاون کی پیش کش کرتے ہیں۔ جو قرآنی آیات اوپر درج کی گئی ہیں وہ ہمہ وقت اور دائمی طور پر اس مقصد کی طرف یاد دہانی کراتی ہیں کہ ہم سب کو بہتر طور پر ایک دوسرے کا احترام کرنے میں اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے اور مشترکہ طور پر دنیا کو زندہ خدا کے آستانہ پر جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آج اِس بات کی ضرورت ہے کہ باہمی جدوجہد سے انسانیت کو خدائی عذاب سے بچایا جائے بالخصوص شمالی امریکہ کی متمدن اقوام کو اشتراک عمل سے عذاب الٰہی سے بچانے کی ضرورت ہے جس کے متعلق قرآن مجید اور بائبل میں پیش گوئیاں پائی جاتی ہیں۔

آپ کی کینیڈا میں تشریف آوری کے موقعہ پر ہم ممبران جماعت احمدیہ آپ کی خدمت میں قرآن مجید کا قیمتی تحفہ اور کچھ اسلامی لٹریچر پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں آپ کی اس ملک میں آمد دُنیا میں امن کے قیام کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو

آپ کا خیر اندیش
منیر الدین شمس

امیر و مشنری انچارج احمدیہ موومنٹ
ان اسلام کنیڈا

منقولات بقیہ صفحہ ۲

تو اندازہ لگایا جائے کہ ملک کے مسلمانوں کی حالت کیا ہو جائے گی۔ نہ نماز پڑھنے کی آزادی ہو گی نہ روزہ رکھنے کی، قربانی دینا خواب ہو جائے گا۔ گوشت انڈا کھانے کے لئے مہمان کی حیثیت سے غیر ممالک جانا پڑے گا۔ مسجدوں میں اذان دینا ممنوع ہو جائے گا۔ ایسا کرنے سے ہندوستان کو کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ جب یہودی اسرائیل کو یہودی ملک، سعودی۔ لیبیا شام اور پاکستان خود کو مسلم ملک بنا سکتے ہیں تو بھارت، خود کو ہندو ملک، کیوں نہیں بنا سکتا۔ اور جس کے بعد دوسرے مذاہب کے سارے یا کچھ رسومات و عبادات پر پابندی لگانے کا اُسے پورا حق حاصل ہو گا۔ جسطرح پاکستان نے احمدی (جماعت) . . . . پر پابندی لگا دی ہے۔"

(اداریہ روزنامہ جدید اردو رپورٹر بمبئی ۱۴ر ستمبر ۱۹۸۴ء)

اِرشادِ نبوی

"اِذَا قُلْتَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فَقَدْ شَکَرْتَ اللّٰہَ"

(کنز العمال)

ترجمہ:- جب تو نے الحمد للہ رب العالمین کہا تو تو نے اللہ کا شکر ادا کیا

محتاج دُعا:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹرا)

تحریکِ احمدیت

قسط نمبر (۵)

منصب الٰہی، عقائد، اعتراضات کا تجزیہ تاریخِ انبیاء کی روشنی میں

تقریر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخِ احمدیت بر موقعہ جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۸۳ء

چوتھی مثال :-

"کربلا" اور "حسین" کے مقدس الفاظ استعارہ کی زبان میں صدیوں سے مظلومیت اور مظلوم کی علامت (SYMBOL) کے طور پر مستعمل ہیں، چنانچہ عہد اکبری کے بزرگ شاعر حضرت علامہ محمد نوعی الخبوشانی الخراسانی رحمۃ اللہ (متوفی ۱۰۱۹ھ "المنجد فی الاعلام") علامہ فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے چنانچہ مورخ بغدادی اسماعیل پاشا نے "ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون" میں لکھا ہے کہ علامہ کا دیوان چھ ہزار ابیات پر مشتمل ہے) کی ایک غزل کا مطلع ہے کہ ؎

کربلائے عشقم و لب تشنہ سر تا پائے من
صد حسین کشتہ در ہر گوشۂ صحرائے من

(قلمی نسخہ دیوانِ نوعی (انڈیا آفس لائبریری لندن)

[illegible] یعنی میں کربلائے عشق ہوں اور سراپا تشنہ ہوں اور [illegible] ہر گوشہ میں سو حسین ذبح ہو رہے ہیں [illegible] ہو رہا ہے ؎

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زمانہ حاضر کے ایک شاعر سید معصوم حسین رضوی فرماتے ہیں ؎

ہر ایک زمین ارضِ کربلا ہے
ہر ایک دن دن ہے دس محرم
نہ چھپ سکے گا یہ خونِ ناحق
جسے یہ دنیا چھپا رہی ہے

(رسالہ "فجر" جولائی ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۱ اردو ترجمان سفارت خانہ ایران)

ظاہر ہے کہ ان اشعار میں بھی "حسین" کے معنی مظلوم کے اور "کربلا" کے معنی مقام مظلومیت ہی کے ہیں۔ نہ کربلا سے مراد کربلا کا شہر ہے نہ "حسین" سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدا نما شخصیت ورنہ "ہر کربلا" کوئی مفہوم ہی نہیں بنتا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے جان نثار عاشقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

کشتگانِ کوئے او نہ دو نہ ہزار
ایں قتیلانِ او برد از شمار
ہر زمانہ قتیلِ تازہ بخواست
غازہ روئے او دمِ شہداست
ایں سعادت چو بود قسمتِ ما
رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما
کربلائیست سیرِ ہر آنم
صد حسین است در گریبانم (نزول المسیح صفحہ ۹۹)

خدا کے فدائی صرف ایک یا دو یا ہزار نہیں بلکہ اس کے بے شمار شہید ہیں۔ ہر زمانہ ایک نیا قتیل چاہتا ہے۔ اس کے چہرہ کا غازہ شہیدوں کا خون ہے۔ یہ سعادت چونکہ ہماری قسمت میں تھی رفتہ رفتہ ہماری نوبت بھی آپہنچی کربلا میرے ہر آن کی سیرگاہ ہے اور سینکڑوں حسین (یعنی مظلوم) میرے گریبان میں ہیں۔ یہاں بھی "کربلا" اور "حسین" کے الفاظ محض استعارہ ہیں اور مطلب یہ کہ اگرچہ دشمنانِ اسلام ہر وقت میرے درپئے آزار ہیں مگر میرا وجود خدا اور مصطفیٰ کی راہ میں ایسا قربان ہے کہ اگر میری سو جانیں بھی ہوں تو وہ دینِ محمد پر فدا ہونے کو تیار ہیں اس مضمون کو آپ نے ایک دوسرے فارسی شعر میں یوں ادا فرمایا ہے ؎

دریغا گر دہم صد جاں دریں رہ
نباشد نیز شایانِ محمدؐ

ہائے حسرت اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں اور پھر زندہ کر کے قتل کیا جاؤں اور اسی طرح سو بار اپنی جان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر دوں تو پھر بھی یہ قربانی محمدؐ کی شانِ بلند کے مقابل بالکل بے حقیقت ہے۔

اس سے بڑھ کر اپنے عاشقانہ تعلق کا نقشہ کھینچتے ہوئے یہاں تک فرماتے ہیں ؎

سر سے دارم فدائے خاکِ احمد
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی خاک پر فدا ہے اور میرا دل ہر وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔

اس واضح تشریح و توضیح سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے فارسی کلام سے ہوتی ہے۔ آپ کا بے مثال عاشق رسول ہونا بالبداہت ثابت ہو جاتا ہے مگر افسوس صد افسوس!! بعض خدا ناترس ازبان و قلوب ان عارفانہ اشعار کو سیاق و سباق سے الگ کر کے ان کو ایسے نئے معنوں میں ڈھال دیتے ہیں جن سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی تنقیص و توہین لازم آتی ہے۔ اور جن کا تصور کر کے ایک سچے احمدی مسلمان کی روح کانپ جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ ۵۴۵-۵۴۶)

استہزاء کا چوتھا طریق

کتاب اللہ میں اللہ جلشانہ نے علم موازنہ مذاہب، علم عقائد اور اخلاقی مسائل کی تحقیق کے لئے جو رہنما اصول بیان فرمائے ہیں ان میں عدل و انصاف کو سب سے بڑھ کر اہمیت دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (المائدہ : ۹)

اے ایماندارو تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو تم انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

۱۸۶۸ء-۱۸۶۹ء کا واقعہ ہے کہ مشہور اہل حدیث عالم ابو سعید جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جب دلی سے علم حاصل کر کے واپس اپنے وطن بٹالہ میں تشریف لائے تو انہیں دوسرے مذہبی راہ نماؤں کی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اُن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عہد شباب تھا تینتیس چونتیس سال کی عمر ہوگی۔ آپ کسی کام کے سلسلہ میں بٹالہ میں قیام فرما تھے مذہبی اختلافات سے تو آپ کو کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن ایک شخص کے اصرار پر آپ کو بھی مولوی صاحب کے مکان اور پھر مسجد تک جانا پڑا۔ دیکھا کہ سامعین کا ایک ہجوم ہے اور مباحثہ کے لئے بیتاب ہے۔ آپ مولوی صاحب موصوف کے سامنے بیٹھ گئے اور پوچھا آپ کا دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے کہا میرا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید سب سے مقدم ہے۔ اس کے بعد اقوالِ رسول کا درجہ ہے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مقابل کسی انسان کی بات واجب حجت نہیں۔ حضور نے یہ سنکر بے ساختہ

فرمایا کہ آپ کا یہ اعتقاد معقول ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حضور کا یہ کہنا ہی تھا کہ لوگوں نے دیوانہ وار شور مچایا کہ ہار گئے ہار گئے جو شخص آپ کو ساتھ لے گیا تھا وہ سخت طیش سے بھر گیا کہ آپ نے ہمیں ذلیل و رسوا کیا مگر آپ کوہ وقار بنے رہے اور اس ہنگامہ آرائی کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا میں یہ کہوں کہ امت کے کسی فرد کا قول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر مقدم ہے؟ یہ دستکش آپ نے چونکہ خالصاً اللہ اور اس کے پاک رسول کی رضا کے لئے کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے عرش سے اس پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے الہام فرمایا ؎

”تیرا خدا تیرا اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

(براہین احمدیہ طبع اول حصہ چہارم صفحہ ۵۲۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عدل و انصاف کی اس شاندار مثال کے مقابل مولوی صاحب موصوف کا انداز تکلم کیا تھا حضرت پیر سراج الحق نعمانی جمالی نعمانیؓ کا چشمدید بیان ہے کہ ۱۸۹۲ء کے مباحثہ لدھیانہ کے دوران انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر مرزا کا قرآن سے دعویٰ ثابت ہو جاوے تو میں قرآن کو چھوڑ دوں گا۔

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۳)

عرصہ ہوا پاکستان کے ایک نہایت مشہور اور شعلہ بیان مقرر نے جو اب جوابدہی کے لئے رب ذوالجلال کے حضور پہنچ گئے ہیں ایک جلسہ عام میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ سچا ہوتا اور نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم مان لیتے۔

غلام احمد کیا اگر نبی کا نواسہ حسین بھی نبوت کا دعویٰ کرتا۔ حضرت فاطمہ نبوت کا دعویٰ کرتیں تو ہم مانتے (یعنی کبھی نہ مانتے)

(خطبات امیر شریعت صفحہ ۱۸ ناشر مکتبہ تبصرہ بیرون دہلی گیٹ لاہور)

ایک طرف یہ کہا اور دوسری طرف ۲۸ جولائی ۱۹۵۲ء کو انہوں نے ایک عظیم اجتماع میں یہ بیان دیا کہ میں ممتاز صاحب دولتانہ کو اپنا لیڈر مانتا ہوں ..... وہ صوبہ پنجاب کی حکومت کے وزیر اعلیٰ ہیں اگر دولتانہ صاحب کہہ دیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لے آؤ تو میں تو پہلا ایمان لے آؤں گا اور مرزا بشیر الدین محمود کو خلیفۃ المسیح مان لوں گا۔

(بیان سید زین العابدین گیلانی سابق صدر ڈسٹرکٹ مسلم لیگ ملتان مونسپل کمشنر (اشتہار ۳۰ جولائی ۱۹۵۲ء)

علاوہ ازیں شیطان کو ان الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا ”شیطان نے کتنی جرأت کا ثبوت دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو نہیں مانا اور آخر تک نہیں مانا ابدی لعنت کو قبول کر لیا مگر منافقت نہ کی۔“

(ماہنامہ تبصرہ از جانباز مرزا صاحب نومبر دسمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۶)

انہوں نے سامعین کو بھی یقین دلایا کہ ”میاں اب تو اپنا یہ مسلک ہے کہ اللہ کو خوش کر دوں یا نہ کر دوں پر تم کو ناراض نہ کر دوں۔“

(خطبات امیر شریعت صفحہ ۹)

ایک اور موقعہ پر فرمایا ”یار لوگوں نے شریعت نہ ماننے کے لیے مجھے امیر شریعت بنا رکھا ہے۔“

(ماہنامہ ”تبصرہ“ نومبر دسمبر ۱۹۶۶ء صفحہ ۴۳)

مسئلہ ختم نبوت:۔ یہی وہ ذہنیت ہے جس نے احمدیت کے خلاف استہزاء کا یہ عجیب طریق پیدا کیا کہ احمدیت کی ہر حال میں مخالفت کی جائے اور جو چیز قابل اعتراض نہ ہو بہر صورت موجب اعتراض بنا کر دکھلائی جائے۔ برصغیر کے ایک روشن خیال عالم مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں ”غالباً ۱۹۳۰ء تھا حکیم الامت تھانویؒ کی مجلس خصوصی میں نماز چاشت کے وقت حاضری کی سعادت حاصل تھی ذکر مرزائے قادیانی اور ان کی جماعت کا تھا اور ظاہر ہے کہ ذکر خیر نہ تھا حاضرین میں سے ایک صاحب بڑے جوش سے بولے حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو حضرت نے معاً لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا کہ یہ زیادتی ہے توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدہ ختم رسالت میں۔“

(سچی باتیں صفحہ ۱۲۳ از علامہ عبدالماجد دریا آبادی مرحوم ناشر نفیس اکیڈمی سٹریچن روڈ کراچی نمبر ۱)

لیکن اصل بات یہ ہے کہ ”عقیدہ ختم رسالت“ میں بھی دوسرے مسلمانان عالم کے ساتھ احمدیوں کا کوئی اصولی اختلاف نہیں اور برصغیر کے بعض محقق فاضل (جن میں محمد علامہ عبدالماجد سر فہرست ہیں) اپنی پوری عمر کی تحقیق کے بعد بالکل اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں چنانچہ علامہ عبدالماجد تحریر فرماتے ہیں:

”جہاں تک میری نظر سے خود بانی سلسلہ احمدیہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی تصانیف گزری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی خاص اہمیت مجھے ملی۔ بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے۔ مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے تھے تو اس معنی میں جس میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود مرزا صاحب مرحوم بانی سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ”ارتداد“ سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے ان کی تحریروں سے تو محض اتنا ہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ توحید و رسالت کے پوری طرح قائل ہیں قرآن پر حرفاً حرفاً ایمان رکھتے ہیں کتبہ مومنین کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں..... بلکہ سردار کونین صلعم کی ذات مبارک کے ساتھ محبت و شیفتگی بھی رکھتے ہیں۔“

(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۷)

اسی طرح ایک اور غیر از جماعت عالم دین نے ہفت روزہ ”صدق جدید“ لکھنؤ ۵ نومبر ۱۹۶۵ء میں رقم فرمایا۔

(۱) قادیانیوں اور غیر قادیانیوں کا اختلاف اصولی نہیں فروعی ہے (۲) اگر مولوی صاحبان کے نزدیک حضرت نبی اللہ مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ سے ختم نبوت کا انکار لازم نہیں آتا تو قادیانی بھی اپنے مسیح موعود کو مان کر ختم نبوت کے منکر قرار نہیں دیے جا سکتے اگر قادیانی اس لیے ختم نبوت کے منکر ہیں کہ انہوں نے مسیح موعود کو نبی قرار دیا ہے تو پھر مولوی صاحبان کو بھی ختم نبوت کا منکر قرار دینا پڑے گا۔ اور پھر تکفیر کی توپ بھی سب پر ہی داغی جائے گی۔“

”دونوں ہی مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہیں: دونوں ہی کا عقیدہ ہے کہ خاتم المرسلین کے بعد مسیح موعود نبی ہو کر آئیں گے۔ اب یا تو دونوں ہی ختم نبوت کے منکر ہیں یا دونوں ہی اس الزام سے بری ہیں مرکزی نقطہ مسیح موعود کی نبوت ہے اور اس پر دونوں ہی کا اتفاق ہے۔“

(صدق جدید لکھنؤ ۵ نومبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۳)

بلاشبہ یہ نتیجہ بالکل صحیح اور نہایت درجہ حقیقت افروز ہے لیکن اگر معرفت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو اس کی حیثیت بھی مجبورانہ ہے۔ عارفانہ پہلو اس کا ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ آج دنیا کے پردہ میں مقام خاتم النبیین کی معرفت بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہے اور اس پر حقیقی ایمان بھی خدا کے فضل سے صرف اور صرف احمدی ہی رکھتے ہیں وجہ یہ کہ قرآن مجید جو وہ صدیاں قبل عوامی معنوں کو یکسر مسترد فرما چکا ہے اور جو الہامی معنی بتاتے ہیں وہ جماعت احمدیہ کے اس تصور خاتمیت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلعم کا فیضان نبوت آنحضرت کا فیضان نبوت آنحضرتؐ کے سچے غلاموں میں جاری ہے

≡(باقی)≡

اعلانات نکاح

قادیان ۳۰ تبوک (ستمبر) —— آج بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:—

(۱) — مکرمہ امۃ المتین النساء بیگم صاحبہ بنت مکرم سیٹھ عبدالغفور صاحب ساکن چنتہ کنٹہ (آندھرا پردیش) کا نکاح مکرم رشید احمد صاحب شرقی ابن مکرم غلام قادر صاحب شرقی مرحوم ساکن سکندر آباد کے ساتھ پانچ ہزار ایک صد روپیہ حق مہر پر —— اسی خوشی میں فریقین نے بطور شکرانہ اعانت بدر میں پچاس روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاہما اللہ خیراً۔

(۲) — مکرمہ بشریٰ خاتون صاحبہ بنت مکرم محمد آدم صاحب قریشی ساکن شاہجہانپور کا نکاح مکرم سید ابراہیم رشید صاحب ابن مکرم سید نظام الدین صاحب ساکن خانپور ملکی (بہار) کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر —— مکرم سید نظام الدین صاحب نے اس خوشی میں بطور شکرانہ دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔

قارئین بدر سے ہر دو رشتوں کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

ضروری اعلان برائے لجنات بھارت

تمام لجنات اماء اللہ بھارت اپنی اپنی مجلس کی سالانہ رپورٹ اور چندہ ممبرات ۱۰ اکتوبر تک مرکز میں بھجوا دیں۔ دس اکتوبر کے بعد سالانہ رپورٹ کاپی اشاعت کیلئے بھجوا دی جائے گی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی کا ایک شرانگیز اداریہ
اور
ایڈیٹر صاحب سے ہماری محبت بھری اپیل

از محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبشر احمدیت

۲۵ر اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک غیر منصفانہ آرڈیننس جاری کیا۔ جس کی رُو سے احمدیوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہنے اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے اور اُن میں اذان دینے اور اپنے عقائد کی تبلیغ کرنے سے منانی کر دی گئی ہے اس علم و روشنی کے زمانہ میں چونکہ یہ آرڈیننس نہ صرف حقوق انسانی کے بین الاقوامی منشور۔ بلکہ قرآن مجید اور احادیث کے صریح منافی ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس آرڈیننس کو منسوخ کرنے اور واپس لینے کے لئے نہ صرف صدر پاکستان۔ بلکہ یو این او کے انسانی حقوق کے کمیشن کی طرف بھی رجوع کیا گیا۔ چونکہ وزیر اعظم ہندوستان مسز اندرا گاندھی غیر جانبدار ممالک کی تنظیم کی صدر ہیں۔ اُن سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ اس آرڈیننس کی تنسیخ کے لئے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کریں اور ایسا کرنا جماعت احمدیہ کا قانونی حق ہے اس پر روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے ایڈیٹر صاحب نے ۱۰ر ستمبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں ایک شر انگیز اداریہ بعنوان "قادیانیوں کی مسز گاندھی سے فریاد" رقم کیا ہے۔ جس میں صدر پاکستان کے متذکرہ بالا آرڈیننس کی تائید کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنے روایتی بغض و تعصب کا اظہار کیا ہے۔ اور صدر پاکستان کے جاری کردہ آرڈیننس سے بھی ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

"اگر قادیانی سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور انصاف سے سمجھیں اور شکر گزار ہونا چاہیئے صدر پاکستان ضیاء الحق کا کہ انہوں نے صرف ان کو غیر مسلم قرار دے کر چھوڑ دیا۔ ورنہ وہ مرتد ہیں اور اسلام میں مرتد کی سزا یہی ہے کہ اُسے سنگسار کر دیا جائے۔

(الجمعیۃ ۱۰ر ستمبر ۱۹۸۴ء)

اور اپنے ایڈیٹوریل کے آخر میں لکھا ہے کہ "آخری بات یہ ہے کہ انہیں غلام احمد قادیانی کا پیروکار سمجھ کر احمدی کہنا سراسر غلط ہے۔ ان کے لئے برصغیر کی مسلم تاریخ میں دو ہی لفظ استعمال ہوتے رہے ہیں۔ قادیانی یا مرزائی۔ انہیں اس کے علاوہ کسی اور نام سے نہیں پکارا جانا چاہیئے"

مدیر الجمعیۃ کی احمدی عقائد سے سراسر لاعلمی

الجمعیۃ کے ایڈیٹوریل کو پڑھ کر یہ یقین ہو گیا ہے کہ اگر ایک طرف مدیر الجمعیۃ شریعت اسلامیہ کے ارشادات و تعلیمات سے قدرے نا واقف ہیں۔ تو دوسری طرف سے جماعت احمدیہ کے لٹریچر اور بانی سلسلہ احمدیہ کی تصانیف اور اُن کے دعاوی سے سراسر لاعلم ہیں۔ اور انہوں نے عدم علم کی وجہ سے ہی یہ شر انگیز آرٹیکل تحریر کیا ہے۔

شریعت اسلامیہ کی رُو سے مسلمان کون ہے؟

"اسلام" اپنے لغوی معنوں کے رُو سے امن و صلح کا مذہب ہے۔ اس میں ہر شخص کو برضا و رغبت خود داخل ہونے کی اجازت ہے۔ اسلام میں آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق دیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر"

(الکہف)

یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے۔

نیز فرمایا

(۱) لا اکراہ فی الدین (البقرہ)

(ب) لکم دینکم ولی دین (الکافرون)

کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر و اکراہ جائز نہیں۔ اے ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرما دیجئے کہ اے کافرو تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

(۱) ھو سمّٰکم المسلمین (حج)

(ب) ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا (النساء)

(ج) ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان

(الحجرات)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اگر کوئی شخص اپنے اسلام کے اظہار کے لئے اسلامی طریق پر انہیں سلام کہتا ہے۔ تو اُسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو اگر کوئی شخص اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہو۔ اُس کے لئے ازراہ تمسخر و استہزاء فاسق وغیرہ کا لفظ استعمال کرنا معیوب بات ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تعریف یوں فرمائی ہے۔ اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور حضرت محمد صلعم اُس کے رسول ہیں۔ نمازیں ادا کرے زکوٰۃ دے۔ اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اگر حج کی استطاعت ہے تو حج کرے (ترجمہ بخاری و مسلم)

(ب) نیز فرمایا۔

اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے

(۱) کلمہ شہادت۔ اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور حضرت محمد صلعم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز ادا کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا (مسلم شریف جلد اول باب بیان ارکان اسلام)

(ج) نیز فرمایا:-

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ ورسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ۔

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۵ مصری)

کہ جو شخص ہماری نماز (اسلامی طریق پر نماز) پڑھتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے پس وہ شخص ایسا مسلمان ہے جسکے مسلمان ہونے کی ذمہ داری اور ضمانت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول لیتا ہے۔ پس اے مسلمانو! خدا تعالیٰ کی دی ہوئی حفاظت و ذمہ داری کو مت توڑو۔

(د) نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما۔

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۴)

کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان میں سے ایک ضرور کافر ہوگا۔ یعنی اگر وہ شخص جس کو کافر کہا گیا ہے کافر نہیں تو اس کو کہنے والا خود کافر ہوگا۔

جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ مسلمان

جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہے اس کا مذہب اسلام ہے یہ جماعت ارکان اسلام کا نہ صرف اقرار کرتی ہے بلکہ پوری ہمت و استقلال سے اُن ارکان پر عمل پیرا ہوتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

(۱) ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

(ب) ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پہ قربان ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

نیز فرمایا۔

(ج) ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔۔۔۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لائیں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔

(ایام الصلح ص ۸۶)

جماعت احمدیہ میں داخلہ کا بیعت فارم

کیا کبھی مدیر "الجمعیۃ" نے جماعت احمدیہ میں داخلہ کا فارم بیعت ملاحظہ کیا ہے جس میں شرائط بیعت اور سلسلہ احمدیہ میں داخلہ کے الفاظ اقرار درج ہے۔ اُن کے علم و اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ ہر شخص جو جماعت احمدیہ میں شامل ہونا چاہتا ہے وہ تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھ کر مندرجہ ذیل میں اقرار کرتا ہے۔

"میں آج طاہر (خلیفۃ المسیح الرابع) کے

ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ شرک نہیں کروں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ قرآن کریم اور احادیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہوں گا۔ جو نیک کام مجھے آپ بتائیں گے۔ اُن میں ہر طرح آپ کا فرمانبردار رہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔

پھر بار استغفار اور تین بار رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت پڑھ کر اپنے عہد کو ختم کرتا ہے۔

مدیر محترم "الجمعیت"

اب آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی رو سے مسلمان کی کیا تعریف ہے۔ اور جماعت احمدیہ کس طرح ببانگ دہل اپنے اسلام کا نہ صرف اعلان کرتی ہے بلکہ صدق دل سے ارکان اسلام پر عمل پیرا ہے۔ لیکن آپ حضرات ان حقائق کے باوجود قرآن و حدیث کے ارشاد کو پس پشت ڈالتے ہوئے۔ احمدیوں کو کافر مرتد قرار دیتے ہیں بلکہ پھر قادیانی و مرزائی کے طنزیہ القاب سے انہیں یاد کرتے ہیں۔ یہ کس قدر جسارت ہے۔ عجیب بات ہے کہ آپ حضرات خود تو اسلامی شریعت کے واضح ارشادات کی پرواہ نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلعم کی دی ہوئی گارنٹی کو توڑیں مگر احمدیوں کو جن کا ظاہر و باطن اسلام ہے اُن کو کافر مرتد قرار دیں۔ اور پھر اس پہ فخر کریں۔ آخر خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول صلعم کو آپ قیامت کے روز کیا منہ دکھائیں گے؟

خدارا غور کریں کہ کیا آپ حضرات کی گردنیں شریعت اسلامیہ کے احکامات کے آگے جھک رہی ہیں۔ کیا آپ حضرات شریعت اسلامیہ پر حاکم ہیں؟ العیاذ باللہ یہ یاد رکھیں کہ اسلام کسی انجمن یا ادارے یا مدیر کی ذاتی پراپرٹی نہیں۔ کہ وہ اسکے داخل خارج کرنے کا کام کرے مذہب و دین کا معاملہ انسان کا اپنا ذاتی ہے اور اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے۔

کیا جماعت احمدیہ مرتد ہے

... مرتد تو وہ ہوتا ہے جو خود اقرار و اعلان کرے کہ میں نے اسلام کو ترک کر دیا ہے۔ میں اسلامی تعلیمات سے بیزار ہوں۔ مگر احمدی تو ماشاء اللہ اپنے اسلام کا اقرار و اعلان کرتے ہیں اور اپنے مسلمان ہونے پر فخر و ناز کرتے ہیں اور اُن کی عملی زندگی ان کے اسلام کی زندہ گواہ ہے۔ ان کی تبلیغی مساعی اور شیریں پھلوں کا اکناف عالم میں شہرہ ہے۔ انہوں نے تو لاکھوں غیر مسلموں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا مگر آپ ایسی مسلم جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے درپے ہیں جس کا آپ کو کوئی اختیار نہیں

آپ نے ۱۹۲۴ء میں افغانستان میں بعض احمدی شہیدوں کا ذکر کیا ہے جنہیں خلاف شریعت اسلامیہ ظالمانہ طور پر اُس وقت کی حکومت نے سنگسار کروایا خدارا غور کریں آج وہ امیر افغانستان سراج اللہ خان کہاں ہے جس نے یہ ظلم ڈھایا؟ کیا وہ اس ظلم کی پاداش میں خدائی گرفت و عذاب کا نشانہ بنا کہ تاج و تخت سے محروم ہو کر اپنے ہی وطن سے بھاگ کر اٹلی میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ اور آخر روم میں بے نیل و مرام دنیا سے رخصت ہوا۔ اب کیا آپ کو یہ بھی عبرت کا سبق نہیں آیا فاعتبروا یا اولی الابصار سچ ہے کہ خدائی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی اور مظلوم کی آہ عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہے اُسی زمانہ میں جہاں اور دانشوروں اور علماء نے اس ظالمانہ واقعہ کی مذمت کی خلافت کمیٹی کے مولانا محمد علی صاحب اور مولانا شوکت علی صاحب نے اپنے اخبار کامریڈ اور ہمدرد دہلی میں اس ظالمانہ واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے اس امر کو واضح طور پر بیان کیا تھا۔ کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں اور نہ ہی جماعت احمدیہ مرتد کا گروہ ہے چنانچہ آپ تحریر کرتے ہیں:۔

(۱) "یہ سوال باقی رہتا ہے کہ کیا احمدی جماعت مرتد ہے۔ اور اب وہ مسلمان نہیں رہی۔ ہمارے نزدیک احمدیوں کو مرتد اور کافر کہنا سخت ظلم اور ناانصافی ہے۔ جب کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ...... بے شک اُن کے عقائد عام مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں مگر باوجود ان غلط عقائد کے ان کو کافر و مرتد کہنا صریح ظلم ہے کیونکہ وہ اہل قبلہ ہیں۔ توحید، رسالت، قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں اور عبادت اور معاملات میں فقہ حنفیہ پر عمل کرتے ہیں صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ کو فرض قرار دیتے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن کو کلام الٰہی اور رسول اللہ کو افضل الرسل والانبیاء مانتے ہیں۔

(ہمدرد دہلی فروری ۱۹۲۵ء)

(ب) "نہ تو قتل مرتد محض بربنائے ارتداد واجب ہے اور نہ ہی احمدی مرتد ہیں ..... اس لئے ہم اُن کے خلاف اپنی آواز بلند کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں۔ اسلام کے صحیح شرعی احکام کے مطابق ضمیر کی کامل آزادی کی حفاظت کا پورا پورا اقدام کیا جائیگا۔ اور متعصب ملاؤں کے شور و شغب سے روح اسلام کو پامال نہ ہونے دیا جائے گا۔ جو اُس نے تمام انسانیت کو عطا فرمائی ہے۔"

(ہمدرد دہلی فروری ۱۹۲۵ء)

ہمیں امید ہے کہ مدیر الجمعیۃ ایک دوسرے قابل احترام مدیر "ہمدرد" سے نصیحت حاصل کریں گے اور اپنے خیالات میں نیک تبدیلی پیدا کریں گے۔

وہابیوں اور دیوبندیوں کے بارہ میں ۳۰۰ علماء اہل سنت کا فتویٰ

مدیر محترم! اگر آپ کو علماء سوء کے کفر کے فتاویٰ سے ہی دلچسپی ہے تو لیجئے اہل سنت والجماعت کے تین صد علماء کا وہابیوں اور دیوبندیوں کے بارہ میں ایک شائع شدہ فتویٰ ملاحظہ کریں اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حالت زار کا تصور کریں۔ شاید دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو کر آپ کے دل اور دماغ کی اصلاح ہو جائے۔ یہ علماء یہ فتویٰ دیتے ہیں:۔ "ان عقائد کی وجہ سے علماء دیوبند مرتد و کافر ہیں اور ایسے اشد کافر ہیں کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہو گا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل مجتنب رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا تو کجا اُن کو بھی اپنے پیچھے نماز نہ پڑھنے دیں اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں اور نہ اُن کا ذبیحہ کھائیں نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں وغیرہ وغیرہ نیز لکھا ہے کہ:۔ "وہابیہ دیوبندیہ سخت اشد مرتد و کافر ہیں۔ اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور ایسے کا فرکہ اس کی عورت اُس کے نکاح سے بھی نکل جائے گی اور جو اولاد ہو گی وہ حرامی ہو گی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی۔"

کیا اس فتویٰ کی موجودگی میں آپ فی الحال ہندوستان میں ہی وہابیوں اور دیوبندیوں کے خلاف جو کافر و مرتد ہیں قتل و سنگساری کا کام شروع کریں گے؟ تب آپ کی ایمانی جرأت کا سب کو پتہ چل جائے گا!

محبت بھری اپیل!

میں آخر میں مدیر الجمعیۃ سے محبت بھری اپیل کروں گا۔ کہ وہ اسلام کی اُن محبت بھری تعلیمات کا ذکر کیا کریں جو آزادی مذہب۔ آزادی ضمیر، آزادی عبادت اور آزادی تبلیغ اور امن و صلح اور رواداری سے تعلق رکھتی ہیں۔ بغض و عناد۔ نفرت و دشمنی قتل و سنگساری کی خلاف شریعت اسلامیہ باتوں سے اجتناب کریں کہ یہ اسلام کے حسین چہرہ کو داغدار کرنے والی ہیں باقی اگر متعصب علماء نے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شر من تحت ادیم السماء کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے احمدیوں کے خلاف کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ تو حدیث نبوی صلعم کے مطابق تہتر فرقوں میں سے ۷۲ فرقے ایک طرف اور ایک فرقہ جماعت احمدیہ ایک طرف ہے۔ جو ناجی ہے اور یہ امر بھی جماعت احمدیہ کی صداقت اور الٰہی و ناجی جماعت ہونے کی کھلی کھلی دلیل ہے۔ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

گمشدہ رسید بکس

مکرم عبدالمجید ٹاک صاحب صدر جماعت احمدیہ باڑی پورہ کشمیر ماہ فروری ۱۹۸۴ء میں دفتر ہذا سے رسید بک ع ۱۳۸۹، ع ۱۳۹۰، ع ۱۳۹۱، ع ۱۳۹۲ دستی وصول کر کے لے گئے تھے۔ واپسی پر دوران سفر موصوف سے یہ پیکٹ کہیں بھول گئے ہیں۔ لہٰذا ان گمشدہ رسید بکوں پر کوئی جماعت کسی غیر متعلق شخص کو چندہ ادا نہ کرے اگر کسی دوست کو یہ رسید بکیں مل جائیں تو براہ مہربانی نظارت ہذا کو بھجوا کر ممنون فرماویں۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

درخواست ہائے دُعا

(۱) خاکسار کے والد محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر جو بغرض علاج امریکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے اب حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کے ارشاد پر ان کا علاج انگلستان میں کیا جا رہا ہے۔ انگلستان کے مشہور ڈاکٹر جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی علالت کے دوران اسلام آباد آکر حضورؒ کا طبی معائنہ اور علاج کیا تھا۔ نے والد صاحب کا بھی معائنہ کیا ہے۔ مورخہ ۸ ستمبر ۸۴ء سے باقاعدہ طبی TEST شروع ہو چکے ہیں۔ محترم والد صاحب موصوف کی کامل صحت و شفایابی اور بخیریت مراجعت کے لئے قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار محمد سبحان احمدی حیدر آباد)

(۲)۔ مکرم منیر احمد صاحب بھٹی اوٹاوہ (کینیڈا) مختلف مدات میں اڑھائی صد روپے ارسال کر کے تحریر کرتے ہیں کہ موصوف کی اہلیہ بفضلہ تعالیٰ امید سے ہیں۔ نیک صالح و خادم دین اولاد نرینہ عطا ہونے اور بیٹی کی مشکلات کے ازالہ، سب بچوں کے یہاں کی اباحتی زندگی کے بد اثرات سے محفوظ رہتے ہوئے نیک صالح و خادم دین بننے اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے قارئین بدر کی خدمت میں دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(ادارہ)

(۳) مکرم فضل احمد صاحب انجینیر سرینگر نے دو عدد جائے نماز مالیتی ۱۳۰۰/- روپیہ مسجد سرینگر کو عطیہ دیا ہے۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے اور ان کے تینوں بیٹوں عزیز عرفان احمد، عمران احمد اور عثمان احمد کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے آمین۔

(۴) مکرم بابو تاج الدین صاحب، مکرم خواجہ عبد العزیز صاحب مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب مکرم غلام نبی صاحب ٹیلر ماسٹر اور مکرم بخشی غلام محمد صاحب کی صحت و سلامتی اور پریشانیوں کے ازالے کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار غلام نبی نیاز مبلغ سلسلہ مقیم سرینگر)

(۵)۔ خاکسار کے بھائی مکرم محمد افضل صاحب بھٹی آف ارنال (راجوری) ۴۱/- روپے صدقہ جانوروں میں ادا کر کے اپنے عزیز قمر احمد کو ثر کی صحت اور سلامتی نیز کاروبار میں ترقی کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(خاکسار محمد سلیم راجوری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

(۶)۔ خاکسار کی اہلیہ محترمہ سلیمہ بانو نجمہ صاحبہ قریباً ایک ماہ سے خون کی کمی، اعصابی ضعف اور اختلاج قلب کی وجہ سے بیمار ہیں قارئین بدر کی خدمت میں اپنی اہلیہ کی کامل صحت و شفایابی کیلئے دُعاؤں کا خواستگار ہوں۔

(خاکسار محمد نعمت اللہ غوری یادگیر)

(۷)۔ خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ عزیزہ عفت شیریں سلمہا کے پیٹ کا اپریشن ہوا ہے۔ عزیزہ کی کامل صحت و شفایابی، خاکسار کے ایل۔ ایل۔ بی کے امتحان میں نمایاں کامیابی، تمام بہن بھائیوں کی دینی و دنیوی ترقیات اور والدہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار نسیم احمد نسیمی۔ مربی (مونگھیر)

ولادتیں

(۱)۔ خاکسار کے ہمزلف مکرم خورشید احمد صاحب گنائی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۹ ۸/۸۴ کو پہلا بیٹا عطا کیا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "تنویر ظفر" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم میر عبد الغنی صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔ بچے کی صحت و سلامتی نیک صالح و خادم دین اور اسم بامسمیٰ ہونے کیلئے قارئین سے درخواست دُعا ہے۔
اس خوشی میں مبلغ ۲۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔

(خاکسار محمد حمید کوثر انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(۲)۔ خاکسار کی بڑی بیٹی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کیلئے نیز خاکسار اور خاکسار کے اہل و عیال اور بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کیلئے قارئین کی دعاؤں کا خواستگار ہوں۔
ایک صد روپے صدقہ فنڈ میں اور مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین (خاکسار گل محمد شاہ احمدی بھدرک)

قرارداد تعزیت بر وفات حضرت سیدہ بو زینب بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

منجانب لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

آج مورخہ ۲۷ ستمبر ۸۴ء بذریعہ ٹیلیگرام یہ نہایت ہی افسوسناک اطلاع ربوہ سے موصول ہوئی کہ محترمہ بو زینب بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے چھوٹی بہو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی چھوٹی بھاوج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی چچی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیوی کی اولاد میں سے تھیں۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد میں سے تھے جن کے متعلق الہام تھا۔ انا نبشرک بغلام۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پیارے مسیح کے پیارے بیٹے کے لئے چنا اور یہ رشتہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں ہی طے فرمایا تھا۔ آپ کا نکاح ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے پڑھایا اور شادی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ۹ر مئی ۱۹۰۹ء کو خلافت اولیٰ کے زمانہ میں ہوئی۔ آپ کی اولاد تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں جن میں سے صاحبزادی امۃ الودود صاحبہ عین جوانی کے عالم میں وفات پا گئی تھیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں بقید حیات ہیں۔

(۱) صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ
(۲) صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب
(۳) صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب
(۴) محترمہ صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ بیگم صاحبزادہ میاں عباس احمد خاں صاحب
(۵) محترمہ صاحبزادی امۃ الوحید صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر خدمت درویشان۔

آپ نے اپنی اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں ساری اولاد خدمت سلسلہ بجا لا رہی ہے۔ بہت دعائیں کرنے والی۔ انتہائی صبر کرنے والی مہمان نواز۔ نرم مزاج غربا پرور اور تحمل آپ کی سیرت کے درخشاں پہلو ہیں۔

اس وقت آپ کی اندوہناک وفات پر تمام عہدیداران لجنہ اماء اللہ مرکزیہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں اور دُعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے قرب میں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا چلا جائے اور آپ کی اولاد اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سب کا حافظ و ناصر ہو آمین (عہدیداران لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ اس قرارداد کی نقول آپ سب کی خدمت میں بھجوائی جائیں۔

(۱)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ
(۲) حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی
(۳) حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی
(۴) محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب۔
(۵) محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب
(۶) مکرمہ صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ بیگم محترم میاں عباس احمد خاں صاحب
(۷) مکرمہ امۃ الوحید صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
(۸) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
(۹) مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
(۱۰) اخبار بدر قادیان (۱۱) رسالہ مشکوٰۃ قادیان

اعلان نکاح

خاکسار کے بیٹے عزیزم منیر احمد صاحب ایم اے معلم مدرسہ احمدیہ قادیان کا نکاح مورخہ ۲ ۸/۸۴ کو عزیزہ غزالہ پروین صاحبہ بنت مکرم عبد الستار صاحب ساکن بنارس کے ساتھ پانچ ہزار روپے حق مہر پڑھا گیا۔ اس خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات میں دس روپے ادا کرتے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے قارئین کی دُعاؤں کا خواستگار ہوں۔

(خاکسار۔ نور محمد احمدی بٹالہ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ساتواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا چھٹا

سالانہ اجتماع

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ساتویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے چھٹے سالانہ اجتماع کے انعقاد کیلئے مورخہ ۲۶، ۲۷ اور ۲۸؍اکتوبر ۱۹۸۴ء کی تاریخوں کی منظوری عطاء فرما دی ہے۔

شائقین مجالس کرام خود یا اپنے نمائندگان سالانہ اجتماع میں بھجوانے کی طرف ابھی سے خصوصی توجہ دیں اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ نمائندگان کو اس بابرکت روحانی اجتماع میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا پانچواں سالانہ اجتماع

تمام مجالس ہائے انصار اللہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے پانچویں سالانہ اجتماع کے انعقاد کیلئے ۲۴، ۲۵، ۲۶؍اکتوبر ۱۹۸۴ء کی تاریخوں کی منظوری عطاء فرما دی ہے۔ ناظمین اعلیٰ ناظمین ضلع اور جملہ زعماء کرام خود یا اپنے نمائندگان اس اجتماع میں بھجوانے کیلئے ابھی سے خصوصی توجہ دیں نیز چندہ اجتماع کی فراہمی کی کوشش بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو بابرکت کرے اور زیادہ سے زیادہ نمائندگان کو شمولیت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

احمدیہ مسلم کانفرنس اترپردیش

۱۳، ۱۴؍اکتوبر کی تاریخوں میں کانپور میں منعقد ہو گی

احباب جماعت ہائے احمدیہ اترپردیش کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال آل اترپردیش احمدیہ مسلم کانفرنس مورخہ ۱۳، ۱۴؍اکتوبر بروز ہفتہ و اتوار "کانپور" میں منعقد ہو گی۔ احباب کانفرنس کی کامیابی کیلئے درد دل سے دعائیں فرمائیں۔ کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت فرمائیں۔ کانفرنس کے اخراجات کیلئے جماعتیں فنڈ بھی فراہم فرمائیں۔

کانفرنس کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے کے لئے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں

مکرم مظفر عالم خان صاحب صدر مجلس استقبالیہ

۱۰۴/۲۳ مکھنیاں بازار۔ کانپور۔ یو۔ پی

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

لجنات اماء اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کی منظوری سے سالانہ اجتماع لجنات اماء اللہ بھارت کیلئے ۲۱، ۲۲، ۲۳؍اکتوبر ۱۹۸۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں ہر لجنہ ان تاریخوں میں اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرے تاکہ تمام لجنات کے اجتماعات مقررہ تاریخوں میں ہوں لجنہ کے ساتھ ہی ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع رکھا جائے صوبہ جات اڑیسہ، کشمیر، کیرالہ اور آندھرا پردیش میں گذشتہ سالوں کی طرح صوبائی سالانہ اجتماع منعقد کرکے ان میں اپنے اپنے صوبہ کی تمام لجنات کو شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ وعدہ کنندگان سے درخواست

جماعت کے جن مخلصین نے "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں۔ اُن میں سے بعض احباب نے تو سو فیصدی ادائیگی کر دی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور اُن کے اموال اور نفوس میں خیر و برکت عطا کرے۔ بعض دوست قسط وار ادائیگی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے فضلوں و انعامات سے نوازے۔ آمین۔

مگر ایک کثیر تعداد ایسے افراد جماعت کی ہے جن کی ادائیگی حسب وعدہ نہیں ہو رہی ہے ایسے دوستوں، عزیزوں، بزرگوں اور بہنوں کی خدمت میں فرداً فرداً یاد دہانی بھجوائی جا رہی ہے اور اس اعلان کے ذریعہ بھی ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق ادائیگی کرکے اللہ تعالیٰ کے افضال اور انعامات کے وارث بنیں۔ غلبہ اسلام کے اس عظیم الشان منصوبہ میں ان کی یہ مالی قربانی اسلام کی ترقی اور فتح کے دن کو قریب تر لانے اور ان کے خاندان اور ان کی نسلوں کیلئے خیر و برکت کا موجب بنے گی۔ انشاء اللہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں ارشاد فرمایا کہ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں چند ایک منصوبے سال ۱۹۸۹ء سے قبل مکمل کرنے ضروری ہیں جن کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے لہٰذا جوبلی فنڈ کے وعدہ کنندگان جن کے وعدہ کا کچھ حصہ قابل ادا ہے کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ حضور کے اس ارشاد کے مطابق آئندہ دو سال کے اندر اندر یعنی مارچ ۱۹۸۶ء تک اپنے وعدے سو فیصدی ادا کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے افضال و انعامات سے نوازے

(ناظر بیت المال آمد۔ قادیان)

مومن اپنے اموال خدا کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتا ہے

رزق خدا کی دین ہے اس لئے ایک مومن خدا تعالیٰ پر توکل کرکے بے دریغ اپنے اموال خدا کی راہ میں خرچ کرتا چلا جاتا ہے کیونکہ اس کا دل اس یقین سے لبریز ہوتا ہے کہ ...

"اصل رزق خدا ہے وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے رزق برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں پس چاہیئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے"

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام بدر ۱۹؍ستمبر ۱۹۰۸ء)

جماعت کے جملہ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل میں نہ صرف یہ کہ اپنے ذمہ لازمی چندہ جات (چندہ عام یا حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ) کو اپنی صحیح آمد کے مطابق باقاعدہ اور بالشرح چندہ ادا کرنے کا التزام کریں بلکہ اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کو بھی جلد از جلد ادا کرنے کی طرف توجہ دیں اس مالی خدمت کے نتیجہ میں آپ سب کے اموال میں غیر معمولی خیر و برکت دی جائے گی اور آپ کی جملہ ضروریات کا خدا تعالیٰ خود کفیل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے اور اپنے بے شمار افضال و انعامات سے نوازے آمین۔ نیز سیکرٹریان مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر چندہ کی جمع شدہ رقوم ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں بھجواتے رہیں۔ اور رقم بھجواتے وقت اس کی مدّوار تفصیل بھی ساتھ ہی بھجوا دیا کریں

(ناظر بیت المال آمد۔ قادیان)

متقی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے خداداد رزق اور مال سے دین کی خدمت کرتا ہے!

(ناظر بیت المال آمد۔ قادیان)

افضل الذکر لا الٰہ اِلّا اللّٰہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ-۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH.- 275475
RESI:- 273903

CALCUTTA - 700073.

"اَلخیرُ کُلُّہٗ فِی القرآن"

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

CARDBOARD BOX MFG. CO.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

FOR BEAUTIFUL AND DURABLE RINGS OF

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

MADE OF PURE GOLD (AND) & SILVER
ALL TIPES OF ORNAMENTS IN LATEST DESIGNES

PLEASE CONTACT:-

KASHMIR JEWELLERS,

OPPOSITE MASJID AQSA QADIAN -143516.

"میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا"

("فتح اسلام" تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:

لبرٹی بوٹ ہاؤس

نمبر ۵-۲-۱۸۰
فلک نما
حیدر آباد ۵۰۰۲۵۳

محبّت سب کیلئے
نفرت کسی سے نہیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS

2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 700039.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ:-

ٹیلیفون نمبر:- 23-5222 / 23-1652

آٹو ٹریڈرز

۱۶- مینگو لین- کلکتہ- ۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM

برائے:- ایمبیسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر

SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر

ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصل پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS

16 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001.

ہر قسم اور ہر ماڈل کی

موٹر کار- موٹر سائیکل- سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے (آٹو ونگس) کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,

32, 2ND MAIN ROAD,

C.I.T. COLONY

MADRAS - 600004.

PHONE NO. 76360.

رحیم کاٹیج انڈسٹریز

RAHIM COTTAGE INDUSTRIES,

17-A, RASOOL BUILDING
MOHAMEDAN CROSS LANE
MADANPURA
BOMBAY-8.

پرفیکٹ ٹریول ایڈس

PERFECT TRAVEL AIDS

D/2/54 (1)
MAHADEVPET,
MADIKERI -571201.
(KARNATAK)

ریگزین- فوم- چمڑے- جینس اور ویلویٹ سے تیار کردہ بہترین- معیاری اور پائیدار سوٹ کیس- بریف کیس- سکول بیگ- ایئر بیگ- ہینڈ بیگ (زنانہ و مردانہ)- ہینڈ پرس- منی پرس- پاسپورٹ کور- اور بیلٹ کے مینوفیکچرس اینڈ آرڈر سپلائرز!

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

منجانب:- احمدیہ مسلم مشن، ۲۰۵-نیو پارک سٹریٹ، کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ فون نمبر- ۴۴۴۲۱۷

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ:- کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس اسٹاکسٹ جیون ڈرلسنر-مدینہ میدان روڈ-بھدرک-۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:- شیخ محمد یونس احمد صدیقی- فون نمبر:- 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ- اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ- اسلام آباد (کشمیر)

امپائر ریڈیو- ٹی وی اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"
(کشتی نوح)

پیشکش:- ROYAL AGENCY.
C. B. CANNANORE - 670001
H. O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)
PHONE :- PAYANGADI - 12, CANNANORE :- 4493.

حیدرآباد میں
فون نمبر- 42301

لیلینڈ موٹر گاڑیوں
کی اطمینان بخش اور قابل بھروسہ اور معیاری سروس کا واحد مرکز
مسعود احمد ریپیرنگ ورکشاپ (آغا پورہ)
۴۸۷-۱-۱۶ سعید آباد- حیدر آباد (آندھرا پردیش)

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)
فون نمبر- 42916 ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:- کرسٹ ڈبوں- بون میل- بون سینیوز- ہارن ہوفس وغیرہ
(پتہ)
نمبر ۲۴/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن- حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی سے معمور کرو!"

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

NR ®
CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، ہنر ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!!